بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 65

شمارہ 7

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

نائبین قریشی محمد فضل اللہ تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

9-جمادی الاوّل 1437 ہجری قمری 18 تبلیغ 1395 ہجری شمسی 18 فروری 2016ء

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ حضور انور نے 12 فروری 2016 کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

خدا تعالیٰ اِس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اُس کی راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلبِ سلیم تھا۔ یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اُس کا بجز خدائے عزّوجلّ کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ مَیں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اَب بوڑھا ہوا۔ مگر مَیں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدائے عزّوجلّ کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

خدا تعالیٰ اِس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اُس کی راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلبِ سلیم تھا۔ یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اُس کا بجز خدائے عزّوجلّ کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ مَیں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اَب بوڑھا ہوا۔ مگر مَیں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدائے عزّوجلّ کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا۔ گویا رُومی مولوی صاحب نے میرے لئے ہی یہ دو شعر بنائے تھے: ؎

من زِ ہر جمعیّتے نالاں شُدم
جُفتِ خوشحالان و بدحالاں شُدم
ہر کسے از ظنِّ خود شد یارِ من
و از درونِ من نجست اسرارِ من

اگرچہ خدا نے کسی چیز میں میرے ساتھ کمی نہیں رکھی اور اس درجہ تک ہر ایک نعمت اور راحت مجھے عطا کی کہ میرے دل اور زبان کو یہ طاقت ہرگز نہیں کہ مَیں اُس کا شکر ادا کرسکوں تاہم میری فطرت کو اُس نے ایسا بنایا ہے کہ مَیں دنیا کی فانی چیزوں سے ہمیشہ دل برداشتہ رہا ہوں۔ اور اُس زمانہ میں بھی جبکہ مَیں اِس دنیا میں ایک نیا مسافر تھا اور میرے بالغ ہونے کے ایّام ابھی تھوڑے تھے۔ مَیں اِس تپشِ محبت سے خالی نہیں تھا جو خدائے عزّوجلّ سے ہونی چاہئے اور اِسی تپشِ محبت کی وجہ سے مَیں ہرگز کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوا۔ جس کے عقائد خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے برخلاف تھے یا کسی قسم کی توہین کو مستلزم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب مجھے پسند نہ آیا کیونکہ اس کے ہر قدم میں خدائے عزّوجلّ کی توہین ہے۔ ایک عاجز انسان جو اپنے نفس کی بھی مدد نہ کرسکا اُس کو خدا ٹھہرایا گیا اور اُسی کو خَالِقُ السَّمٰوات والارض سمجھا گیا۔ دنیا کی بادشاہت جو آج ہے اور کل نابود ہوسکتی ہے اُس کے ساتھ ذلّت جمع نہیں ہوسکتی۔ پھر خدا کی حقیقی بادشاہی کے ساتھ اتنی ذلّتیں کیوں جمع ہوگئیں کہ وہ قید میں ڈالا گیا اُس کو کوڑے لگے اور اُس کے مُنہ پر تھوکا گیا۔ اور آخر بقول عیسائیوں کے ایک لعنتی موت اُسکے حصہ میں آئی جس کے بغیر وہ اپنے بندوں کو نجات نہیں دے سکتا تھا☆ کیا ایسے کمزور خدا پر کچھ بھروسہ ہوسکتا ہے اور کیا خدا بھی ایک فانی انسان کی طرح مَر جاتا ہے اور پھر صرف جان نہیں بلکہ اُس کی عصمت اور اُس کی ماں کی عصمت پر بھی یہودیوں نے ناپاک تُہمتیں لگائیں اور کچھ بھی اُس خدا سے نہ ہوسکا کہ زبردست طاقتیں دکھلا کر اپنی بریّت ظاہر کرتا۔ پس ایسے خدا کا ماننا عقل تجویز نہیں کرسکتی جو خود مصیبت زدہ ہونے کی حالت میں مر گیا اور یہودیوں کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا اور یہ کہنا کہ اُس نے عمداً اپنے تئیں صلیب پر چڑھایا تا اُس کی اُمت کے گناہ بخشے جائیں اِس سے زیادہ کوئی بیہودہ خیال نہیں ہوگا۔ جس شخص نے تمام رات اپنی جان بچانے کے لئے رو رو کر ایک باغ میں دعا کی اور وہ بھی منظور نہ ہوئی اور پھر گھبراہٹ اس قدر اس پر غالب آئی کہ صلیب پر چڑھنے کے وقت ایلی ایلی لما سبقتنی کہہ کر اپنے خدا کو خدا کر کے پکارا اور اس شدّتِ بیقراری میں باپ کہنا بھی بھول گیا۔ کیا اُس کی نسبت کوئی خیال کرسکتا ہے کہ اُس نے اپنی مرضی سے جان دی۔ عیسائیوں کے اِس متناقض بیان کو کون سمجھ سکتا ہے کہ ایک طرف تو یسوع کو خدا ٹھہرایا جاتا ہے پھر وہی خدا کسی اور خدا کے آگے رو رو کر دعا کرتا ہے جبکہ تینوں خدا یسوع کے اندر ہی موجود تھے اور وہ اُن سب کا مجموعہ تھا تو پھر اُس نے کِس کے آگے رو رو کر دعا کی۔ اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک اُن تین خداؤں کے علاوہ کوئی اور بھی زبردست خدا ہے جو اُن سے الگ اور اُن پر حکمران ہے جس کے آگے تینوں خداؤں کو رونا پڑا۔

پھر جس غرض کیلئے خودکُشی اختیار کی گئی وہ غرض بھی تو پُوری نہ ہوئی☆۔ غرض تو یہ تھی کہ یسوع کو ماننے والے گناہ اور دنیا پرستی اور دنیا کے لالچوں سے باز آجائیں مگر نتیجہ برعکس ہوا۔ اِس خودکُشی سے پہلے تو کسی قدر یسوع کے ماننے والے رُو بخدا بھی تھے مگر بعد اس کے جیسے جیسے خودکُشی اور کفّارہ کے عقیدہ پر زور دیا گیا اُسی قدر دنیا پرستی اور دنیا کے لالچ اور دنیا کی خواہش اور شراب خواری اور قمار بازی اور بدنظری اور ناجائز تعلقات عیسائی قوم میں بڑھ گئے کہ جیسے ایک خونخوار اور تیز رَو دریا پر جو ایک بند لگایا گیا تھا وہ بند یک دفعہ ٹوٹ جائے اور اِرد گرد کے تمام دیہات اور زمین کو تباہ کر دے۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 59 تا 62)

☆ یہ بات کہ اس لعنتی موت پر مسیح خود راضی ہوگیا تھا اِس دلیل سے ردّ ہوجاتی ہے کہ مسیح نے باغ میں رو رو کر دعا کی کہ وہ پیالہ اُس سے ٹل جائے اور پھر صلیب پر کھینچنے کے وقت چیخ مار کر کہا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اگر وہ اس صلیبی موت پر راضی تھا تو اُس نے کیوں دعائیں کیں اور یہ خیال کہ مسیح کی صلیبی موت خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر ایک رحمت تھی اور خدا نے خوش ہوکر ایسا کام کیا تھا تا دنیا مسیح کے خون سے نجات پاوے تو یہ وہم اِس دلیل سے ردّ ہوجاتا ہے کہ اگر درحقیقت اُس دن رحمت الٰہی جوش میں آئی تھی تو کیوں اُس دن سخت زلزلہ آیا یہاں تک کہ ہیکل کا پردہ پھٹ گیا اور کیوں سخت آندھی آئی اور سورج تاریک ہوگیا۔ اِس سے تو صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح کو صلیب دینے پر سخت ناراض تھا جس کی وجہ سے چالیس برس تک خدا نے یہودیوں کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا رہے۔ اوّل سخت طاعون سے ہلاک ہوئے اور آخر طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی مارے گئے۔ منہ

☆ افسوس کہ قرون ثلاثہ کے بعد بعض مسلمانوں کے فرقوں کا یہ مذہب ہوگیا کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر زندہ چلے گئے اور ابتک وہیں زندہ مع جسم عنصری بیٹھے ہیں اُن پر موت نہیں آئی اور اس طرح پر ان نادان مسلمانوں نے عیسائی مذہب کو بڑی مدد دی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی موت کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں حالانکہ قرآن شریف کے کئی مقامات میں بتصریح ان کی موت کا ذکر ہے مثلاً آیت فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کیسی صاف تصریح سے ان کی موت پر دلالت کرتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ آیت مَاقَتَلُوۡہُ وَمَا صَلَبُوۡہُ حضرت عیسیٰؑ کی حیات پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی ایسی سمجھ پر رونا آتا ہے۔ کیا جو شخص مصلوب نہیں ہوتا وہ مرتا نہیں؟ میں نے بار بار بیان کیا ہے کہ قرآن شریف میں نفی صلیب اور رفع عیسیٰ کا ذکر اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثابت کرے بلکہ اس لئے یہ ذکر ہے کہ تا یہ ثابت کرے کہ عیسیٰ لعنتی موت سے نہیں مرا۔ اور مومنوں کی طرح اس کا رفع روحانی ہوا ہے اِس میں یہود کا ردّ مقصود ہے کیونکہ وہ اُن کے رفع ہونے کے منکر ہیں۔ منہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

”زیادہ سے زیادہ احمدی اخبار بدر پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں“

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اخبار ’’الحکم‘‘ اور ’’البدر‘‘ کو سلسلہ کے دو بازو قرار دیتے تھے کیونکہ ان اخبارات کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات، ملفوظات اور آپ کے مضامین و پیغامات فوری احباب جماعت تک پہنچ جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان اخبارات کے بارے میں فرماتے ہیں :

’’یہ بھی وقت پر کیا کام آتے ہیں۔ الہامات وغیرہ جھٹ پٹ چھپ کر ان کے ذریعہ شائع ہو جاتے ہیں ورنہ اگر کتابوں کی انتظار کی جاوے تو ایک ایک کتاب کو چھپنے میں کتنی دیر لگ جاتی ہے اور اس قدر اشاعت بھی نہ ہوتی۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 587، ایڈیشن 2003، قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان اخبارات کے اجراء پر بہت خوش تھے۔ مندرجہ بالا ارشاد سے اس کی غمازی ہوتی ہے۔ ایک موقع پر اخبار بدر کے لئے مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ جیسے نیک اور لائق ایڈیٹر کے مل جانے پر آپ کو بہت خوشی ہوئی۔ آپؑ نے خاص طور پر احباب جماعت کو اس امر کی اطلاع دی۔ آپ نے اعلان فرمایا :

”میں بڑی خوشی سے یہ چند سطریں تحریر کرتا ہوں کہ اگرچہ منشی محمد افضل مرحوم ایڈیٹر اخبار البدر قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے شکر اور فضل سے ان کا نعم البدل اخبار کو ہاتھ آ گیا ہے۔ یعنی ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن، جوان، صالح اور ہر ایک طور سے لائق جن کی خوبیوں کے بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں یعنی مفتی محمد صادق صاحب بھیروی قائمقام منشی محمد افضل مرحوم ہو گئے ہیں۔

میری دانست میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اُٹھی ہے کہ اس کو ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا۔ خدا تعالیٰ یہ کام ان کے لیے مبارک کرے اور ان کے کاروبار میں برکت ڈالے۔ آمین۔ ثم آمین۔‘‘ (خاکسار میرزا غلام احمد، ۲۳ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام، ۳۰ رمارچ ۱۹۰۵ء)

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 251، ایڈیشن 2003، قادیان)

آپؑ کی خوشی فطری تھی کیونکہ آپ ایک اخبار کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔ الحکم کے اجراء کی نیت سے جب حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ نے بغرض دُعا و مشورہ آپ کو لکھا تو آپ نے جواباً فرمایا :

’’اخبار کی ضرورت تو ہے مگر ہماری جماعت غربا کی جماعت ہے۔ مالی بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ اپنے تجربہ کی بنا پر جاری کر سکتے ہیں تو کرلیں اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 641)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بسا اوقات ان اخبارات کے ایڈیٹران کو یاد فرماتے اور انہیں قیمتی ہدایات سے نوازتے۔ چنانچہ ملفوظات میں درج ہے کہ :

’’نماز عصر کے بعد حضرت اقدس نے الحکم اور البدر کے ایڈیٹروں کو بلا کر تاکید فرمائی کہ وہ مضامین قلمبند کرنے میں ہمیشہ محتاط رہا کریں ایسا نہ ہو کہ غلطی سے کوئی بات غلط پیرایہ میں درج ہو جاوے یا کسی الہام کے الفاظ غلط شائع ہوں تو اس سے معترض لوگ دلیل پکڑیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 478، ایڈیشن 2003، قادیان)

الحکم اکتوبر 1897 سے جاری ہو گیا اسے سلسلہ کی زبردست خدمت کا موقع ملا۔ مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد صاحب الحکم اور اس کے ایڈیٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب کی خدمات کے بارہ میں لکھتے ہیں :

’’حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب کو قدرت نے زود نویسی کا زبردست جوہر ودیعت کر رکھا تھا جسے حضرت مسیح موعودؑ کے فیض صحبت نے چار چاند لگا دیئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خواہ دربار شام میں ارشاد فرماتے یا سیر میں چلتے ہوئے گفتگو فرماتے، آپؓ حضور کے ان ملفوظات وارشادات کو کمال برق رفتاری سے قلمبند کر کے فوراً ’’الحکم‘‘ میں شائع کر دیتے۔ الحکم کے ذریعہ سے حضور کی تازہ بتازہ وحی کی اشاعت کا بھی اس میں خاص اہتمام ہو گیا۔ اسی طرح مرکز کے کوائف اور بزرگان سلسلہ بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے گرانقدر مضامین بھی چھپنے لگے اور جماعت کے احباب گھر بیٹھے حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی مائدہ سے لطف اندوز ہونے لگے۔ اس طرح یہ اخبار......سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا مستند ترین ذخیرہ اور جماعت کے ایک نئے دور کا سنگ میل بن گیا۔ 1901 تک اخبار ’’الحکم‘‘ نے یہ بے مثال خدمت تنہا سرانجام دی جو ایک غیر معمولی بات ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکت کلمات اور الہامات مقدس کی نشر واشاعت کی مقدس امانت کے اٹھانے میں اخبار البدر بھی شامل ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام الحکم اور بدر کو جماعت کے دو بازو کہہ کر یاد فرمایا کرتے تھے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 642)

اخبار ’’البدر‘‘ کا اجرا مارچ 1902 سے ہوا۔ اس کا پہلا پرچہ ’’القادیان‘‘ کے نام سے شائع ہوا۔ بعد میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا نام ’’البدر‘‘ تجویز فرمایا۔ پھر 1905 میں ’البدر‘ سے ’بدر‘ رکھا گیا۔ 1902 سے 1913 تک البدر کو بھی الحکم کے ساتھ ساتھ گرانقدر خدمات کا موقع ملا۔ 1913 کے بعد اس کی اشاعت بند ہو گئی۔ پھر 7 مارچ 1953 سے اس کی دوبارہ سے اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا جو اللہ کے فضل و کرم سے آج تک جاری ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 221) پس یہ وہی اخبار بدر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے شروع ہوا اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اس کا نام ’بدر‘ تجویز فرمایا۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا :

’’الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقعہ خدمت کا اسے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ خرچ کر کے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 643)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے الحکم اور البدر کی گرانقدر خدمات کی بدولت انہیں زبردست خراج تحسین پیش فرمایا ہے۔ اخبار بدر کو اس کے دوبارہ اجرا سے لیکر آج تک مسلسل سلسلہ کی خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ۔ حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ، خطابات، دنیا کے مختلف ممالک کے دوروں کی رپورٹیں اس کے ذریعہ سے بروقت احباب جماعت تک پہنچائی جاتی ہیں۔ مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ جماعتی خبریں اور مرکز کی خبریں اور خلیفہ وقت کے ارشادات و پیغامات فوری احباب جماعت تک پہنچائے جاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے اخبار بدر کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے کہ خلیفہ وقت کے ارشادات و پیغامات کو احبابِ جماعت تک پہنچانے کا یہ ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اس لحاظ سے احبابِ جماعت کے لئے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک مکتوب میں احباب جماعت بھارت کو توجہ دلائی ہے کہ ہفت روزہ اخبار بدر ہر گھر میں خریدا جائے اور اس سے استفادہ کیا جائے۔ اس سے قبل بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اخبار بدر کے جلسہ سالانہ 2014 کے موقع پر نکلنے والے خصوصی شمارہ کے لئے ارسال فرمودہ اپنے پیغام میں احباب جماعت بھارت کو خصوصیت کے ساتھ اخبار بدر کے مطالعہ اور اس سے استفادہ کی نصیحت فرما چکے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

’’ یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘ (اخبار بدر 18، 25 دسمبر 2014، عشق رسولؐ نمبر ٹائٹل پیج)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس اہم ارشاد پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اخبار بدر سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے والے ہوں۔ آمین۔ (منصور احمد مسرور)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستماع حدیث نمبر: 877)

طالب دعا: ایڈوکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لُوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 22333)

طالب دعا: ایڈوکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

کلام الامام

’’جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

کلام الامام

’’ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

طالب دُعا: الہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ مخفی ہے مگر وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دعا کے ذریعہ سے اس کی ہستی کا پتا لگتا ہے‘‘۔ بیشمار جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف طریقوں سے، مختلف زاویوں سے اسکی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے اسکا ایسا ادراک حاصل کیا اور آپؑ کی صحبت کی وجہ سے ان کا دعاؤں پر ایسا یقین تھا اور ایسا ایمان تھا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک تھی اور غیر مذہب والے بھی جو احمدیوں سے تعلق رکھنے والے تھے، سمجھتے تھے کہ ان کی دعائیں بڑی قبول ہوتی ہیں

جماعت میں ایسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے کہ جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے والی ہوں اور پھر دنیا کو بتانے والی ہوں کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے۔ حقیقی عبادت کیا چیز ہے۔ اور اس کے لئے کس قسم کی حس پیدا کرنے کی ضرورت ہے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اب بھی میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقی یورپین ملکوں کی نسبت امریکہ میں سب سے زیادہ ہو رہی ہے۔ اور وہ بھی مغربی علاقے میں ہی ہیں مگر امریکہ میں ترقی کے زیادہ آثار پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ امریکہ کی جماعت ایسے نیک فطرت لوگوں کی تلاش کرے اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کی کوشش کرے اور اس کیلئے ٹھوس اور مربوط کوشش ہو۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس امید کا اظہار کیا ہے وہ حقیقت بن جائے

بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہیں۔ گو بعض کہانیاں بے معنی اور بیہودہ ہوتی ہیں مگر مفید اخلاق سکھانے والی اور سبق آموز کہانیاں بھی ہیں۔ اور جب بچے کی عمر بہت چھوٹی ہو تو اس طریق پر اسے تعلیم دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ ذرا ترقی کرے تو اس کے لئے تعلیم و تربیت کی بہترین چیزیں کھیلیں ہیں

اگر ماں باپ دونوں مل کر بچوں کی تربیت پر زور دیں۔ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں ان کی صحیح تربیت کریں ان کو اپنے ساتھ جوڑیں تو یقیناً بہت سے تربیت کے مسائل حل ہو جائیں جس کی ماں باپ کو شکایت رہتی ہے

دوستیاں جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہیں، دوستوں کو فائدہ دلاتی ہیں، وہاں بعض دفعہ دوستوں کی تباہی و بربادی بھی کرتی ہیں اور اپنی بھی کرتی ہیں پس اس لحاظ سے ہمیشہ دوستیوں کے حق ادا کرنے کے لئے عقل بھی استعمال کرنی چاہئے اور جذبات کو بھی کنٹرول رکھنا چاہئے

معاشرے کے امن کے لئے، سکون کے لئے اس بات کا بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے کہ ایک دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور بلاوجہ ایسی زبانوں کے تیر نہ چلائیں جو ان کے زخم پھر ہمیشہ ہرے رہیں۔ اور یہ ایسا سبق ہے جسے ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کے بعد اپنے ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے اور بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی ہیں جو ایمان کو ضائع کر دیتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف باتیں کی جائیں تو ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے

دین کی باتوں کو غور سے سننا، انہیں یاد رکھنے کی کوشش کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا یہ ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ خطبوں کو سن لینا، تقریروں کو سن لینا، اجلاسوں میں شامل ہو جانا یا وقتی طور پر کسی کتاب کو پڑھ لینا اور اس کا وقتی اثر لینا، اس کو یاد نہ رکھنا یا عمل نہ کرنا یہ انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہیں ان کو پڑھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی جماعت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے مگر یاد رکھو صرف لذت حاصل کرنے کے لئے تم ایسا مت کرو بلکہ فائدہ اٹھانے اور عمل کرنے کی نیت سے تم ان امور کی طرف توجہ کرو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ روایات کے حوالہ سے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ اور ان کی روشنی میں احباب جماعت کو اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 29 رجنوری 2016ء بمطابق 29 صلح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ مخفی ہے مگر وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دعا کے ذریعہ سے اس کی ہستی کا پتہ لگتا ہے‘‘۔ فرمایا ’’کوئی بادشاہ یا شہنشاہ کہلائے۔ ہر شخص پر ضرور ایسے مشکلات پڑتے ہیں جن میں انسان بالکل عاجز رہ جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس وقت دعا کے ذریعہ سے مشکلات حل ہو سکتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 08 صفحہ 35۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف طریقوں سے، مختلف زاویوں سے بیشمار جگہ اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے اس کا ایسا اِدراک حاصل کیا اور آپ علیہ السلام کی صحبت کی وجہ سے ان کا دعاؤں پر ایسا یقین تھا اور ایسا ایمان تھا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک تھی اور غیر مذہب والے بھی جو احمدیوں سے تعلق رکھنے والے تھے، سمجھتے تھے کہ ان کی دعائیں بڑی قبول ہوتی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک واقعہ سنایا گیا جس پر آپ بہت ہنسے۔ حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کا واقعہ ہے۔ حضرت منشی صاحب شروع میں قادیان بہت زیادہ آیا کرتے تھے۔ بعد میں کیونکہ بعض اہم کام آپ کے سپرد ہو گئے اس لئے جلدی چھٹی ملنا ان کے لئے مشکل ہو گیا تھا مگر پھر بھی وہ قادیان اکثر آتے رہتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں یاد ہے کہ جب ہم چھوٹے بچے ہوا کرتے تھے تو ان کا آنا ایسا ہی ہوا کرتا تھا جیسے مدتوں کا بچھڑا ہوا بھائی سال کے بعد اپنے کسی عزیز سے آ کر ملے۔ باوجود اس کے کہ جلدی جلدی آتے تھے پھر بھی اس محبت اور خلوص سے ملا کرتے تھے کہ جس طرح ہم سالوں بعد مل رہے ہیں۔ غرض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بیان ہوا جو حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں سنایا گیا۔ اس دوست نے بتایا کہ منشی اروڑے خان صاحب تو ایسے آدمی ہیں کہ جو مجسٹریٹ کو بھی ڈرا

دیتے ہیں۔ پھر اس نے سنایا کہ ایک دفعہ انہوں نے مجسٹریٹ سے کہا کہ مَیں قادیان جانا چاہتا ہوں مجھے چھٹی دے دیں۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس وقت حضرت منشی صاحب سیشن جج کے دفتر میں لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا قادیان میں نے ضرور جانا ہے مجھے آپ چھٹی دے دیں۔ وہ کہنے لگا کام بہت ہے اِس وقت آپ کو چھٹی نہیں دی جا سکتی۔ منشی صاحب کہنے لگے بہت اچھا۔ آپ کا کام ہوتا رہے۔ ٹھیک ہے۔ آپ یہ کہتے ہیں کام بہت ہے۔ کریں، کروالیں مجھے چھٹی نہ دیں لیکن میں آج سے بددعا میں لگ جاتا ہوں۔ کام جو آپ کہنا چاہتے ہیں وہ کام کبھی نہ سنورے۔ آپ اگر نہیں جانے دیتے تو نہ جانے دیں۔ آخر مجسٹریٹ کو کوئی ایسا نقصان پہنچا کہ وہ سخت ڈر گیا اور اس کے بعد اس مجسٹریٹ پہ یہ اثر ہوا کہ جب بھی ہفتے کا دن آتا تھا وہ عدالت والوں سے کہتا کہ آج کام ذرا جلدی بند کر دینا کیونکہ منشی اروڑے خان صاحب کی گاڑی کا وقت نکل جائے گا۔ یعنی ٹرین پر انہوں نے قادیان جانا ہے۔ اس لئے جلدی بند کرو کہ وقت نہ نکل جائے۔ اس طرح وہ مجسٹریٹ جب بھی منشی صاحب کا قادیان آنے کا ارادہ ہوتا آپ ہی انہیں چھٹی دے دیتا۔ تو وہ ان کی دعا سے ایسا ڈرا۔ تو یہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی بزرگی اور دعاؤں کا اثر غیروں پر بھی ڈالا ہوا تھا اور یہی چیز ہے جسے آج بھی ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنا چاہئے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 22 صفحہ 430-429)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بعض اَور باتیں بیان کرتا ہوں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہیں اور ہماری روحانیت میں ترقی اور تربیت کے لئے بہت ضروری ہیں۔ دنیا میں مختلف طبیعتوں اور احساسات کے حامل انسان ہوتے ہیں۔ بعض کی حسّیں تیز ہوتی ہیں، بعض کی کم۔ بعض خاص حالات کی وجہ سے کسی موسم کے یا حالات کے عادی ہو جاتے ہیں اور بعض کے لئے وہ حالات سخت ہوتے ہیں گویا وہ عادت نہ ہونے کی وجہ سے حسّاس ہوتے ہیں یا ان کی طبیعت زیادہ حساس ہوتی ہے۔ پس سردی گرمی، خوشبو اور بدبو کا احساس حسّوں کے کم یا زیادہ ہونے سے ہوتا ہے۔ اور یہ انسان کی حسّیں ہیں جو اس فرق کو ظاہر کرتی ہیں اور انسانوں کی اکثریت اس لحاظ سے حسّاس ہوتی ہے جن کو سردی گرمی کا بھی احساس ہوتا ہے، خوشبو بدبو کا بھی احساس ہوتا ہے اور بعض احساسات ہوتے ہیں۔ اور جن کو احساس نہیں ہوتا وہ یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ ان چیزوں کے اثرات نہیں ہیں یا یہ کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سردیوں میں بھی جب لوگوں کے پاؤں ٹھٹھر رہے ہوتے ہیں، موٹی جرابیں پہنی ہوتی ہیں تو برف میں رہنے والا یا بعض لوگ جن کو سردی کم لگتی ہے وہ بغیر جراب کے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاؤں بڑے گرم ہیں۔ اسی طرح بعض اور احساسات ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سردی نہیں ہے یا سردی اثر نہیں کرتی کیونکہ اکثریت حسّاس ہوتی ہے۔ پس ان چیزوں کے اثرات ہوتے ہیں اور اکثریت کو یہ احساس ہوتا ہے اور اس وجہ سے یہ فرق بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

بہرحال حضرت مصلح موعودؓ احساس کے اس فرق کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے ایک دنیاوی مثال بھی دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ کسی شہر میں چند شہری آپس میں ذکر کر رہے تھے کہ تِل بہت گرم ہوتے ہیں۔ ایک پاؤ تِل کوئی نہیں کھا سکتا۔ اگر کھائے تو فوراً بیمار ہو جائے۔ (اکثریت کی یہی حالت ہوگی۔) یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی پاؤ بھر تِل کھائے اور بیمار نہ ہو جائے۔ اس گفتگو کے دوران ایک نے کہا کہ اگر کوئی اتنے تِل کھائے تو مَیں اسے پانچ روپے انعام دوں۔ کوئی زمیندار وہاں سے گزر رہا تھا۔ (ان لوگوں کو کچی چیزیں کھانے کی بھی اور زیادہ کھانے کی بھی عادت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے بعد کام بھی کر لیتے ہیں یا بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں تو وہ) زمیندار بھی کوئی اَکھّڑ قسم کا زمیندار تھا۔ وہ نہایت تعجب سے اور حیرت سے ان کی یہ باتیں سنتا رہا اور خیال کر رہا تھا کہ عجیب بات ہے کہ ایسے مزے کی چیز کھانے پر پانچ روپے انعام بھی ملتے ہیں (کہ تِل کھانے ہیں اور پانچ روپے انعام ملیں گے۔) اس نے آگے بڑھ کے پوچھا کہ ٹہنیوں سمیت کھانے ہیں یا بغیر ٹہنیوں کے۔ یہ اس لئے پوچھا کہ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ بغیر ٹہنیوں کے پاؤ بھر تل کھانے سے پانچ روپے انعام کس طرح ہو سکتا ہے۔ گویا وہ ٹہنیوں سمیت بھی کھانے کے لئے تیار تھا حالانکہ باتیں کرنے والے اتنے تِل کھانا ناممکن خیال کر رہے تھے۔ اب ان دونوں کے احساس میں کتنا بڑا فرق ہے۔ ایک تو وہ ہیں کہ پاؤ بھر تِل کھانے ناممکن خیال کرتے ہیں اور ایک وہ ہے کہ جو بمع ٹہنیاں کھانے کے لئے تیار ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ بغیر ٹہنیوں کے تو یہ معمولی مزے کی بات ہے۔ اس پر کب پانچ روپے انعام مل سکتا ہے۔ پس دنیا میں جس قدر فرق ہیں یہ احساسات کے فرق ہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 82 تا 86) اور یہی قانون روحانی دنیا میں بھی چلتا ہے۔ کسی پر نماز کا زیادہ اثر ہوتا ہے، کسی پر کم اثر ہوتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جو صرف نمازیں پڑھتے ہیں یا ظاہراً نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ٹکّریں ماریں اور چلے گئے۔ نماز کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا ہوتا۔ روحانی حسّوں کے ثبوت کے لئے انہی کی شہادت قبول ہوگی جن میں یہ حسّ زیادہ ہو۔ جن کو اثر زیادہ ہوتا ہو، جو عبادت کرتے ہوں اور عبادت کا اثر بھی ان پر ظاہر ہوتا ہو۔

پس جماعت میں ایسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے کہ جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے والی ہوں اور پھر دنیا کو بتانے والی ہوں کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے۔ حقیقی عبادت کیا چیز ہے۔ اور اس کے لئے کس قسم کی حس پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اسے ایک اور حوالے سے بیان فرمایا ہے لیکن اس واقعہ سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جب نیک فطرت بڑے بڑے متبحّر عالم بھی آتے تھے تو یہ عالم آپ کی بیعت کا شرف بھی حاصل کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک عالم دین جو صَرف و نحو کے متبحر عالم تھے اور سارے ہندوستان میں ان کی علمیت کا شہرہ تھا بہت سادہ طبع تھے۔ اور اگر انہیں کوئی ایسا شخص دیکھتا جو ان کو پہلے سے نہ جانتا تو وہ یہی سمجھتا کہ یہ گھاس کاٹ کر آ رہے ہیں، کوئی عام مزدور آدمی ہیں۔ ان کا نام مولوی خان ملک صاحب تھا۔ وہ کہیں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے متعلق خبر سن کر قادیان آئے اور آپ کی باتیں سن کر ایمان لے آئے۔ واپسی پر جب وہ لاہور پہنچے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ مولوی غلام احمد صاحب سے ملتے چلیں۔ مولوی غلام احمد صاحب شاہی مسجد میں درس دیتے تھے اور وہ مولوی خان ملک صاحب کے شاگرد رہ چکے تھے۔ مولوی غلام احمد صاحب بھی بہت مشہور عالم تھے اور چونکہ لاہور کے لوگ اچھے متموّل تھے اس لئے مولوی غلام احمد صاحب کی مالی حالت بہت اچھی تھی اور سینکڑوں طالبعلم ان کے پاس پڑھتے تھے۔ جب مولوی خان ملک صاحب شاہی مسجد میں پہنچے تو وہاں کے طلباء کو تو اس بات کا علم نہ تھا کہ یہ کس پائے کے آدمی ہیں۔ انہوں نے ان کے معمولی لباس اور ظاہری صورت سے یہ اندازہ لگایا کہ یہ کوئی معمولی آدمی ہیں۔ مولوی غلام احمد صاحب نے مولوی خان ملک صاحب سے پوچھا کہ فرمائیے کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا قادیان سے۔ انہوں نے حیران ہو کے پوچھا قادیان سے؟ انہوں نے کہا ہاں قادیان سے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ تو کہنے لگے کہ مرزا صاحب کا مرید ہونے کے لئے گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں۔ آپ نے ان میں کیا خوبی دیکھی کہ ان کے مرید ہونے کے لئے چلے گئے۔ مولوی خان ملک صاحب نے پنجابی میں انہیں کہا کہ ''تُو اپنا کم کر تینوں تے قَالَ یَقُوْلُ وِی چنگی طرح نہیں آندا''۔ یعنی تم اپنا کام کرو۔ تجھے تو ابھی قَالَ یَقُوْلُ بھی اچھی طرح نہیں آتا۔ کیونکہ مولوی غلام احمد صاحب بھی بڑے مشہور عالم تھے اس لئے جب مولوی خان ملک صاحب نے یہ الفاظ کہے تو مولوی غلام احمد صاحب کے شاگردوں کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے مولوی خان محمد صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ بُڈھے تُو نے یہ کیا بات کہی ہے۔ مولوی غلام احمد صاحب نے ان کو منع کیا اور کہا خاموش رہو۔ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں بالکل ٹھیک ہے۔'' (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 289-288)۔ تو ایسے سعید فطرت لوگ بھی تھے جو جاتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہوتے تھے۔ ان کو کوئی ضد، علم پہ زعم نہیں تھا۔

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک عرب آیا۔ یہ لوگ چونکہ عام طور پر سوالی ہوتے ہیں وہ جب کچھ دنوں کے بعد یہاں سے جانے لگا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرائے کے طور پر اسے کچھ دیا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا میں نے سنا تھا کہ آپ نے مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے آیا تھا۔ کچھ لینے کے لئے نہ آیا تھا۔ چونکہ یہ ایک نئی بات تھی کیونکہ اس علاقے کا شاید اب تک کوئی بھی ایسا شخص نہیں آیا جو سوالی نہ ہو۔ (اُس زمانے میں جب یہ لوگ جاتے تھے۔) اس بات کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کچھ دن اور ٹھہر جائیں۔ وہ ٹھہر گیا اور بعض لوگوں کو آپ نے مقرر کیا کہ اسے تبلیغ کریں۔ کئی دن اس سے گفتگو ہوتی رہی مگر اسے کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر تبلیغ والے دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ یہ بڑا جوشیلا ہے۔ یہ سوالی لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ اسے صداقت کی طلب معلوم ہوتی ہے۔ (جس طرح آجکل اکثر عرب جو احمدی ہو رہے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ طلب ہے) اس لئے اس کے لئے دعا کی جائے۔ تبلیغ سے تو ان کو سمجھ نہیں آ رہی۔ آپ نے دعا کی اور آپ کو بتایا گیا کہ اسے ہدایت نصیب ہو جائے گی۔ خدا کی قدرت اسی رات اسے کسی بات سے ایسا اثر ہوا کہ صبح اس نے بیعت کر لی اور پھر چلا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حج کے موقع پر مجھے بتایا گیا کہ کئی قافلوں کو اس نے تبلیغ کی۔ ایک قافلے والے اسے مار مار کر بیہوش کر دیتے تھے تو وہ ہوش آنے پر اٹھ کر دوسرے قافلے کے پاس چلا جاتا اور تبلیغ کرتا۔ تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب سینے کھولے تو کھلتے ہیں'' اور پھر ایسا مثالی جوش پیدا ہوتا ہے کہ پھر کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 11 صفحہ 457)

اسی طرح آپ ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں امریکہ میں سب سے پہلے ایک انگریز نے یا امریکن نے اسلام قبول کیا۔ الیگزینڈر رسَل وَیب اس کا نام تھا اور امریکن ایمبیسی میں فلپائن میں کام کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انگریزی اشتہارات کی جب یورپ اور امریکہ میں اشاعت ہوئی تو اس کے دل میں اسلام قبول کرنے کی تحریک پیدا ہوئی اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خط و کتابت کرنی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اسلام کی اشاعت کے لئے اس نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ بعد میں وہ ہندوستان میں بھی آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس نے ملنے کی خواہش کی۔ مگر مولویوں نے اسے کہا۔ (وہ لاہور وغیرہ یا کسی بڑے شہر میں جہاں آیا تھا۔ وہاں کے مولویوں سے جب ملا تو انہوں نے اسے کہا) کہ اگر مرزا صاحب سے ملے تو مسلمان تمہیں چندہ نہیں دیں گے۔ (تبلیغ کرنا چاہتے ہو۔ اپنا plan پھیلانا چاہتے ہو۔ تبلیغ کی جو منصوبہ بندی تم نے کی ہے اس کے لئے پھر مسلمانوں سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔) چنانچہ وہ ان کے بہکانے کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ ملا مگر آخر بہت مایوسی سے وہ یہاں سے واپس گیا۔ ان مسلمانوں نے بھی کوئی مدد نہ کی۔ اسے تو کہا گیا تھا کہ دوسرے مسلمان تمہاری مدد کریں گے اور تمہیں اشاعت اسلام کے لئے بڑا چندہ دیں گے۔ مگر دوسرے مسلمانوں نے اس کی کوئی مدد نہ کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریب اس نے آپ کو خط لکھا کہ مَیں نے آپ کی نصیحت کو نہ مان کر بہت دکھ اٹھایا ہے۔ آپ نے مجھے بروقت بتایا تھا کہ مسلمانوں کے اندر خدمت دین کا کوئی شوق نہیں پایا جاتا مگر میں نے اسے نہ مانا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مَیں آپ کی ملاقات سے محروم ہو گیا۔

بہرحال وہ آخر وقت تک مسلمان رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کے مخلصانہ تعلقات قائم رہے۔ تو سب سے پہلا مسلمان امریکہ میں وہی ہوا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اب بھی مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقی یورپین ملکوں کی نسبت امریکہ میں سب سے زیادہ ہو رہی ہے۔ بعض یورپین ممالک میں بھی احمدیت پھیل رہی ہے اور وہ بھی مغربی علاقے میں ہی ہیں مگر امریکہ میں ترقی کے زیادہ آثار پائے جاتے ہیں۔

(ماخوذ از الفضل 21 اگست 1957ء صفحہ 3)

اللہ تعالیٰ کرے کہ امریکہ کی جماعت ایسے نیک فطرت لوگوں کی تلاش کرے اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے ٹھوس اور مربوط کوشش ہو۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس امید کا اظہار کیا ہے وہ حقیقت بن جائے۔ ویسے بھی ایک زمانے میں امریکہ میں بہت احمدی ہوئے تھے اور بڑی مضبوطی سے احمدیت پہ قائم رہے لیکن ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی آگے جو نسلیں ہیں وہ دنیا داری کی وجہ سے یا رابطوں میں کمی کی وجہ سے یا اور وجوہات تھیں، احمدیت پر قائم نہیں رہ سکیں۔ اس کے لئے بھی جماعت امریکہ کو کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کے ساتھ کس طرح تعلق رکھتے تھے اور کس طرح ان کی تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے، اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ صحیح تربیت کا طریق وہی ہے جو اسے کھیل کود سکھائے۔ (یعنی کھیلتے کودتے ہی تربیت ہو جائے۔) پہلے تو جب وہ بہت چھوٹا بچہ ہو کہانیوں کے ذریعہ اس کی تربیت ضروری ہوتی ہے۔ بڑے آدمی کے لئے خالی وعظ کافی ہوتا ہے لیکن بچپن میں دلچسپی قائم رکھنے کے لئے کہانیاں ضروری ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ کہانیاں جھوٹی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کبھی حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان فرماتے۔ کبھی حضرت نوحؑ کا قصہ سناتے اور کبھی حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان فرماتے۔ مگر ہمارے لئے وہ کہانیاں ہی ہوتی تھیں۔ گو وہ تھے سچے واقعات۔ ایک حاسد و محسود کا قصہ الف لیلہ میں ہے وہ بھی سنایا کرتے تھے۔ وہ سچا ہے یا جھوٹا بہرحال اس میں ایک مفید سبق ہے۔ اسی طرح ہم نے کئی ضرب الامثال جو کہانیوں سے تعلق رکھتی ہیں آپ سے سنی ہیں۔ پس بچپن میں تعلیم کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہیں۔ گو بعض کہانیاں بے معنی اور بیہودہ ہوتی ہیں مگر مفید اخلاق سکھانے والی اور سبق آموز کہانیاں بھی ہیں۔ اور جب بچے کی عمر بہت چھوٹی ہو تو اس طریق پر اسے تعلیم دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ ذرا ترقی کرے تو اس کے لئے تعلیم و تربیت کی بہترین چیزیں کھیلیں ہیں۔ (بعض والدین آ جاتے ہیں کہ یہ کھیلتا بہت ہے۔ اگر ٹی وی گیموں پر نہیں کھیل رہا اور باہر جا کر کھیلتا ہے تو بچے کو کھیلنے دینا چاہئے۔) کتابوں کے ساتھ جن چیزوں کا علم دیا جاتا ہے کھیلوں سے عملی طور پر وہی تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر کہانیوں کا زمانہ کھیل سے نیچے کا زمانہ ہے۔‘‘

(ماخوذ از الفضل 28 مارچ 1939ء صفحہ نمبر 2 جلد 27 نمبر 71)

پس باپوں کو بھی بچوں کو وقت دینا چاہئے۔ اگر ماں باپ دونوں مل کر بچوں کی تربیت پر زور دیں۔ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں۔ ان کی صحیح تربیت کریں۔ ان کو اپنے ساتھ جوڑیں تو یقینا بہت سے تربیت کے مسائل حل ہو جائیں جس کی ماں باپ کو شکایت رہتی ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’بچپن میں جو کہانیاں بچوں کو سنائی جاتی ہیں ان کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ بچہ شور نہ کرے اور ماں باپ کا وقت ضائع نہ کرے۔ (یہ بھی ایک مقصد ہوتا ہے۔) اگر وہ کہانیاں ایسی ہوں جو آئندہ زندگی میں بھی فائدہ دیں تو یہ کتنی اچھی بات ہے۔‘‘

آجکل تو ماں باپ اس بات سے بچنے کے لئے کہ بچے شور نہ کریں اور علیحدہ بیٹھے رہیں ان کے ہاتھوں میں یا آئی پیڈ (Ipad) پکڑا دیتے ہیں یا کمپیوٹر پہ بٹھا دیتے ہیں یا ٹی وی پہ بٹھا دیتے ہیں اور وہاں اگر تو اچھی کہانیاں کوئی آ رہی ہوں تو ٹھیک، نہیں تو بعض دفعہ صرف وقت ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے بچوں کو تو ویسے بھی ان پہ نہیں بٹھانا چاہئے کیونکہ ایک تو نظر پہ اثر پڑتا ہے اگر لمبا عرصہ بیٹھے رہیں۔ دوسرے دو سال سے کم بچے کو تو ویسے بھی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس کی سوچ میں فرق پڑ جاتا ہے اور پھر وہ ایک طرف لگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ برے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

بہرحال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے، کہانیاں سنانے کا جو فائدہ اس وقت ہوتا ہے وہ بھی ان سے حاصل ہوتا تھا۔ اگر اس وقت آپ وہ کہانیاں نہ سناتے تو پھر ہم شور مچاتے اور آپ کام نہ کر سکتے تھے۔ پس یہ ضروری ہوتا ہے کہ ہمیں کہانیاں سنا کر چپ کرایا جاتا اور یہی وجہ تھی کہ رات کے وقت ہماری دلچسپی کو قائم رکھنے کے لئے آپ جب بھی فارغ ہوں کہانیاں سنایا کرتے تھے تا ہم سو جائیں اور آپ کام کر سکیں۔ بچے کو کیا پتا ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ کتنا بڑا کام کر رہے ہیں۔ اسے تو اگر دلچسپی کا سامان مہیا نہ کیا جائے تو وہ شور کرتا ہے اور کہانی سنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچے سو جاتے ہیں۔‘‘

اس زمانے میں تو یہ چیزیں نہیں تھیں۔ ماں باپ محنت بھی کرتے تھے۔ اب جیسا کہ میں نے کہا بعض چیزیں ایسی آ گئی ہیں جس کی وجہ سے ماں باپ ایک تو تربیت پہ محنت نہیں کرتے، دوسرے ان کے تعلق بچوں کے ساتھ کم ہو گئے ہیں۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’کہانیوں کی یہ ضرورت ایسی ہے جسے سب نے تسلیم کیا ہے۔ گو وہ عارضی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت اس کا فائدہ صرف اتنا ہوتا ہے کہ بچے کو ایسی دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ محو ہو کر سو جاتا ہے۔ ماں باپ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔ اس لئے وہ اسے لٹا کر کہانیاں سناتے ہیں یا ان میں سے ایک اسے سناتا ہے اور دوسرا کام میں لگا رہتا ہے یا پھر ایک سناتا ہے اور باقی خاندان آرام سے کام کرتا ہے۔ اگر اس وقت فضول اور لغو کہانیاں بھی سنائی جائیں تو یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے مگر ہم اس پر خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہئے کہ ایسی کہانیاں سنائیں کہ اس وقت بھی فائدہ ہو۔‘‘

(ماخوذ از الفضل 28 مارچ 1939ء صفحہ نمبر 2 جلد 27 نمبر 71)

اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ دوستیاں ہمیشہ ایسی ہونی چاہئیں جو بربادی کا موجب نہ ہوں، حضرت مصلح موعودؓ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے (یہ پرانی حکایت ہے) کہ ایک شخص کا ریچھ سے دوستانہ تھا۔ اس نے اسے پالا تھا یا کسی مصیبت کے وقت اس پر احسان کیا تھا۔ اس وجہ سے وہ اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ یہ گویا ایک حکایت ہے جو حقیقت بیان کرنے کی غرض سے بنائی گئی ہے۔ اگرچہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آدمی ریچھ وغیرہ جانوروں کو پال کر اپنے ساتھ ہلا لیتا ہے۔ مگر جب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی حکایت روایت کرتا ہوں تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ حقیقت بیان کرنے کی غرض سے ایک قصہ ہے۔ (یعنی ایک نصیحت کرنے کی غرض سے ایک قصہ ہے۔) یہ مَیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تا دشمن یہ اعتراض نہ کرے کہ یہ ایسے بیوقوف لوگ ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ ریچھ انسانوں کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ پرانی حکایتیں سبق حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں اور ان سے مراد ایسے خصائل رکھنے والے انسان ہوتے ہیں۔ (یعنی بعض لوگ ایسے خصائل رکھتے ہیں کہ وہ وہی حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔) مثلاً پرانی حکایتوں میں بادشاہ کے دربار کو شیر کا دربار اور اس کے امراء و وزراء کو دوسرے جانوروں کی صورت میں پیش کیا جاتا تھا اور اس طرح وہ بادشاہ بھی جس کے متعلق بات ہوتی نہایت مزے لے کر پڑھتا۔ خیر، تو ریچھ اس آدمی کا دوست تھا اور اس کے پاس آتا تھا۔ ایک دن اس کی والدہ بیمار پڑی تھی اور وہ پاس بیٹھا پنکھا ہلا رہا تھا اور مکھیاں اڑا رہا تھا۔ اتفاقاً اسے کسی ضرورت کے لئے باہر جانا پڑا اور اس نے ریچھ کو اشارہ کیا کہ تم ذرا مکھیاں اڑاؤ۔ مَیں باہر ہو آؤں۔ ریچھ نے اخلاص سے یہ کام شروع تو کر دیا مگر انسان اور حیوان کے ہاتھ میں فرق ہوتا ہے اور حیوان ایسی آسانی سے ہاتھ نہیں ہلا سکتا جتنی آسانی سے انسان ہلا سکتا ہے۔ وہ مکھی اڑائے لیکن وہ پھر آ بیٹھے۔ پھر اڑائے پھر آ بیٹھے۔ اس نے خیال کیا کہ مکھی کا بار بار بیٹھنا میرے دوست کی ماں کی طبیعت پر بہت گراں گزرتا ہوگا۔ چنانچہ اس کا علاج کرنے کے لئے اس نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور اسے دے مارا تا کہ مکھی مر جائے۔ مکھی تو مر گئی مگر ساتھ ہی اس کی ماں بھی کُچلی گئی۔ یہ ایک مثال ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض نادان کسی سے دوستی کرتے ہیں مگر دوستی کرنے کا ڈھنگ نہیں جانتے۔ وہ بعض دفعہ خیر خواہی کرتے ہیں مگر ہوتی دراصل تباہی ہے۔ اگر اپنے دوست کے سچے خیر خواہ ہوتے تو بے ایمانی کی طرف نہ لے جاتے بلکہ اگر اسے اس طرف مائل بھی دیکھتے تو اسے روکتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی کا نقشہ کیا خوب کھینچا ہے۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ کیا بات ہے؟ کیا ہم ظالم کی مدد بھی کیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا: جب تُو ظالم کا ہاتھ ظلم سے روکے تو تُو اس کی مدد کرتا ہے۔‘‘ (خطبات محمود جلد 13 صفحہ 205-204)

پس اصل مطلب یہ نہیں کہ اپنے دوست کی ہر حال میں مدد کرو اور اس کی مرضی کے مطابق چلو بلکہ اصل دوستی یہ ہے کہ دوست کے فائدے کیلئے اسکے خلاف بھی چلنا پڑے تو چلو۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو اسے تباہ کرتے ہو یا کسی اور ذریعہ سے اسے نقصان پہنچاتے ہو۔ اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے وہاں قادیان کی ایک مثال دی جب یہ فرمایا تھا کہ کسی شخص کا کسی سے جھگڑا ہوا۔ اسکے ایک دوست نے بغیر سوچے سمجھے، ناحق دوستی کا حق ادا کرنے کیلئے یا دوستی کا حق ادا کرنے کے دھوکے میں اس جھگڑے میں خوب حصہ لیا۔ پہلا شخص تو اپنی فطری نیکی کی وجہ سے پھر اپنی جگہ پر آ گیا، جھگڑا ختم ہو گیا، صلح ہو گئی اور یہ دوست جس نے اس کی خاطر اس میں حصہ لیا تھا اس جھگڑے میں مرتد ہو گیا۔ پس دوستیاں جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہیں، دوستوں کو فائدہ دلاتی ہیں، وہاں بعض دفعہ دوستوں کی تباہی و بربادی بھی کرتی ہیں اور اپنی بھی کرتی ہیں۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ دوستیوں کے حق ادا کرنے کے لئے عقل بھی استعمال کرنی چاہئے اور جذبات کو بھی کنٹرول رکھنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کوئی ریچھ تھا۔ اس کا ایک آدمی سے دوستانہ تھا۔ اس کی بیوی ہمیشہ اسے طعن کیا کرتی تھی کہ تُو بھی کوئی آدمی ہے تیرا ریچھ سے دوستانہ ہے۔ ایک دن اس کی دل آزار گفتگو اس قدر بڑھ گئی اور ایسی بلند آواز سے اس نے کہنا شروع کیا کہ ریچھ نے بھی سن لیا۔ ریچھ نے تب ایک تلوار لی اور اپنے دوست سے کہا کہ یہ تلوار میرے سر پر مارو۔ (اس گفتگو کے متعلق حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ یہ صرف ایک کہانی ہے یہ بتانے کے لئے کہ کوئی آدمی ریچھ کی شکل کا ہوتا ہے اور کوئی انسان کی صورت کا۔ ہر ایک کی فطرت ہوتی ہے۔ انسانوں میں بھی کئی ریچھ ہوتے ہیں۔ کئی انسان کہلا کر بھی دوسرے حیوان بنے ہوتے ہیں۔) اس شخص نے بہتیرا انکار کیا مگر ریچھ نے کہا کہ ضرور میرے سر پر مار۔ آخر اس نے تلوار اٹھائی اور ریچھ کے سر پر ماری۔ وہ لہولہان ہو گیا اور جنگل کی طرف چلا گیا۔ ایک سال کے بعد پھر اپنے دوست کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا سر دیکھ۔ کہیں زخم کا نشان ہے؟ اس نے دیکھا تو کہیں زخم کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیا۔ تب ریچھ نے کہا کہ بعض جنگل میں بوٹیاں ہوتی ہیں۔ مَیں نے علاج کیا اور زخم اچھا ہو گیا۔ لیکن تیری بیوی کے قول کا زخم، (جو تیری بیوی میرے خلاف باتیں کرتی تھی اس کا زخم) آج تک میرے دل میں ہرا ہے۔ تو بعض اوقات تلوار کے زخم سے زبان کا زخم بہت شدید ہوتا ہے اور یہ تلوار ایسا زخم لگاتی ہے جو کبھی بھولنے میں نہیں آتا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 14 صفحہ 32)

پس معاشرے کے امن کے لئے، سکون کے لئے، اس بات کا بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے کہ ایک

دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور بلا وجہ ایسی زبانوں کے تیر نہ چلائیں جوان کے زخم پھر ہمیشہ ہرے رہیں۔ اور یہ ایسا سبق ہے جسے ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کے بعد اپنے ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے اور بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی ہیں جو ایمان کو ضائع کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ایک شخص اپنے دوست کی مدد کرنے کی وجہ سے بعد میں پھر ایمان سے ہی جاتا رہا اور مرتد ہو گیا۔ بعض دفعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف باتیں کی جائیں تو ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''حضرت موسیٰ کے قصے میں اس کی مثال موجود ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس قصے کو بارہا بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ جب مصر سے نکلے تو راستے میں عمالیق سے مقابلہ آن پڑا۔ (یہ حضرت نوح کی اولاد میں سے ایک قبیلہ تھا جو کہا جاتا ہے اسرائیلیوں کے بڑا خلاف تھا۔ بہرحال) ان کے بادشاہ کو خطرہ ہوا کہ ہم شکست کھا جائیں گے۔ ان کے ہاں ایک بزرگ تھا۔ بادشاہ نے اس سے دعا کی درخواست کی۔ اس نے دعا کی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ موسیٰ خدا کا نبی ہے۔ اس کے خلاف دعا نہیں کرنی چاہئے۔ اس نے بادشاہ کو کہہ دیا کہ موسیٰ کے خلاف دعا نہیں ہو سکتی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ میری کوئی بات کارگر نہیں ہوتی تو اس نے وہی چال چلی جو آدم کو جنت سے نکلوانے کے لئے شیطان نے چلی تھی۔ (ہمیشہ سے شیطان کا یہی اصول رہا ہے۔) حوّا کے ذریعہ سے پھسلایا تھا اسی طرح اس نے بھی بہت سے زیورات وغیرہ تیار کرائے اور موسیٰ کے برخلاف دعا کرانے کے لئے اس بزرگ کی بیوی کو دیئے۔ اس نے تحریک کی مگر اس بزرگ نے جواب دیا کہ موسیٰ خدا کا مقرب ہے۔ اس لئے اس کے خلاف بددعا نہیں ہو سکتی۔ مَیں نے کی تھی مگر وہاں سے جواب مل گیا ہے۔ لیکن وہ مُصر ہوئی اور کہا کہ کیا ضرور ہے کہ اب بھی وہی حالات ہوں تم بددعا تو کرو۔ آخر وہ رضامند ہو گیا۔ اس کو ایک جگہ لے گئے۔ اس نے کہا کہ یہاں سینہ نہیں کھلتا۔ اور اس طرح دو تین جگہ بدلی گئیں۔ آخر چونکہ اس بزرگ کا ایمان جانا تھا اس نے بددعا کی۔ کہتے ہیں کہ جونہی اس نے بددعا کی موسیٰ کی قوم میں تباہی پڑ گئی کیونکہ اس کے پہلے ایمان کا کچھ تو اثر ہونا تھا۔ (یعنی کہ ان کی جو ایمان کی کمزوری تھی۔ اس قوم میں تباہی ان کے اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہوئی۔ انہوں نے ایک عارضی طور پہ نقصان اٹھایا۔) اور ادھر یہ بزرگ جو بنا ہوا تھا اس کا ایمان کبوتر کی شکل میں اڑ گیا۔ اس کا ایمان بھی ختم ہو گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا کہ دعا نہیں کرنی لیکن دعا کی اور اس کو سزا یہ ملی کہ آئندہ سے موسیٰ کے خلاف دعا کرنے کی وجہ سے اس کی بزرگی کا جو رتبہ تھا، مقام تھا وہ ختم ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور قرب کا جو اعزاز تھا وہ بھی ضائع ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بیشک یہ ایک قصہ ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کبوتر ہاتھ سے نکل جاتا ہے اسی طرح ایمان اس کے دل سے نکل گیا۔ (پس چونکہ ایمان محنت سے آتا ہے اور جاتا ایک فقرہ میں ہے۔ ایمان لانا، قبول کرنا، کسی چیز کو تسلیم کرنا، اور پھر اس ایمان میں بڑھنا اس پہ بڑی محنت لگتی ہے۔ لیکن ایک معمولی سی بات ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ایک فقرہ ہے، ایک بات ہے جس سے پھر ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔) اسلئے ضرورت ہے کہ انسان ہر وقت ہوشیار رہے''۔ اپنا محاسبہ کرتا رہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 6 صفحہ 341-340)

ذکر الٰہی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بزرگ کا یہ مقولہ سنایا کرتے تھے کہ دست درکار و دل بایار۔ یعنی انسان کے ہاتھ تو کاموں میں مشغول ہونے چاہئیں لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح ایک بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ مَیں کتنی دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ محبوب کا نام لینا اور پھر گن گن کر۔ تو اصل ذکر وہی ہے جو اَن گنت ہو۔ مگر ایک معیّن وقت مقرر کرنے میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ انسان اُس وقت اپنے محبوب کے لئے اَور کاموں سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ دونوں حالتیں ضروری ہیں اس لئے صحیح طریق یہی ہے کہ معیّن رنگ میں بھی ذکر الٰہی کیا جائے (آجکل دنیاداری میں پڑے ہوئے لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے ان کو بہرحال وقت نکالنا چاہئے۔ وقت بھی نکالیں) اور غیر معیّن طور پر بھی اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس کے فضلوں اور احسانات کا بار بار ذکر کیا جائے۔''

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 309)

دین کی باتوں کو غور سے سننا، انہیں یاد رکھنے کی کوشش کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا یہ ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ خطبوں کو سن لینا، تقریروں کو سن لینا، اجلاسوں میں شامل ہو جانا یا وقتی طور پر کسی کتاب کو پڑھ لینا اور اس کا وقتی اثر لینا، اس کو یاد نہ رکھنا یا عمل نہ کرنا یہ انسان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ عورتوں میں ان کی تربیت کے لئے مختلف لیکچر دینے شروع کئے اور کئی دن تک آپ لیکچر دیتے رہے۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ ہمیں عورتوں کا امتحان بھی لینا چاہئے تا معلوم ہو کہ وہ ہماری باتوں کو کہاں تک سمجھتی ہیں۔ باہر سے ایک خاتون آئی ہوئی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے پوچھا۔ بتاؤ مجھے آٹھ دن لیکچر دیتے ہو گئے ہیں۔ مَیں نے ان لیکچروں میں کیا بیان کیا ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ یہی خدا اور رسول کی باتیں آپ نے بیان کی ہیں اَور کیا بیان کیا ہے۔ آپ کو اس جواب سے اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ نے لیکچروں کے اس سلسلے کو بھی بند کر دیا اور فرمایا کہ ہماری عورتوں میں بھی اس قسم کی غفلت پائی جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ بہت ابتدائی تعلیم کی محتاج ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی روحانی باتیں سننے کی ان میں استعداد ہی نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہی بعض مَردوں کا حال ہے۔'' (بلکہ مَیں تو کہوں گا کہ بہت سے مَردوں کا اب یہ حال ہے۔ اب بعض جگہ تو اس کے الٹ بھی ہو رہا ہے کہ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ علم رکھتی ہیں اور جب اپنے مردوں کو یاد کرواتی ہیں کہ یہ دین کی بات ہے اس پر عمل کرو تو بعض ایسی شکایتیں بھی آتی ہیں کہ مردوں کا جواب ہوتا ہے کہ دین تو بہت کچھ کہتا ہے ہم تو اسی طرح رہیں گے اور اسی طرح کریں گے جو ہماری مرضی ہو۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ جب اس قسم کی ڈھٹائی آ جائے تو پھر گراوٹ ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر انسان دین سے بالکل دُور ہٹ جاتا ہے۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ)

''اس کے مقابلے پر صحابہ کو دیکھو۔ وہ کس طرح رات اور دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سنتے اور ان پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ انہوں نے آپ کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات کو لیا اور دنیا میں نہ صرف اس کو پھیلا دیا بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہیں۔ ان کو پڑھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی جماعت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ مگر یاد رکھو صرف لذت حاصل کرنے کے لئے تم ایسا مت کرو بلکہ فائدہ اٹھانے اور عمل کرنے کی نیت سے تم ان امور کی طرف توجہ کرو۔ تم لذت حاصل کرنے کے لئے سارا قرآن پڑھ جاؤ تو تمہیں کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرتے ہوئے اس کی محبت کے جوش میں ایک دفعہ بھی سُبحان اللہ کہہ لو تو وہ تمہیں کہیں کا کہیں پہنچا دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ مجلس میں بیان فرمایا کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کرتے ہیں تو ایک تسبیح سے ہی ہم کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ مَیں اس مجلس میں موجود نہیں تھا۔ ایک نوجوان نے یہ بات سنی تو وہاں سے اٹھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خبر نہیں آج حضرت صاحب نے یہ کیا کہا ہے۔ وہ صاحبِ تجربہ نہیں تھا مگر مَیں اس عمر میں بھی صاحبِ تجربہ تھا حالانکہ میری عمر اس وقت سترہ اٹھارہ سال کی تھی۔ میں نے جب اس سے یہ بات سنی تو مَیں نے کہا ہاں ایسا ہوتا ہے۔ کہنے لگا کس طرح؟ مَیں نے کہا کئی دفعہ مَیں نے دیکھا ہے کہ مَیں نے اپنی زبان سے ایک دفعہ سبحان اللہ کہا تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ جیسے میری روحانیت اُڑ کر کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے۔ وہ دل سے نکلی ہوئی سبحان اللہ ہوتی ہے۔ صرف منہ سے نہیں ہوتی۔ تو وہ یہ سنتے ہی نہایت تحقیر سے کہنے لگا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ اس نے کبھی سنجیدگی سے سُبحان اللہ کے مضمون پر غور ہی نہیں کیا۔ اسے سارا سارا دن سبحان اللہ کہہ کر کچھ نہیں ملتا تھا مگر میں اپنے ذاتی تجربے کی وجہ سے جانتا تھا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب میں نے سبحان اللہ کہا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ پہلے میں اَور تھا اور اب میں کچھ اَور بن گیا ہوں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مضمون کو کس عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے حالانکہ میں نے اس وقت تک بخاری نہیں پڑھی تھی مگر میرا تجربہ صحیح تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ۔ دو کلمے ایسے ہیں کہ رحمان کو بہت پیارے ہیں۔ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ۔ زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔ انسان ان الفاظ کو نہایت آسانی کے ساتھ نکال سکتا ہے۔ کوئی بوجھ اسے محسوس نہیں ہوتا۔ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ۔ لیکن قیامت کے دن جب اعمال کے وزن کا سوال آئے گا تو وہ بڑے بھاری ثابت ہوں گے اور جس پلڑے میں وہ ہوں گے اسے بالکل جھکا دیں گے اور وہ کیا ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِيْمِ۔'' کہتے ہیں کہ ''مجھے ان کلمات کے پڑھنے کی بڑی عادت ہے اور مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ ایک مرتبہ ہی ان کلمات کو کہنے سے میری روح اڑ کر کہیں کی کہیں جا پہنچتی ہے''۔ تو اصل چیز یہی ہے کہ ہم سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ کے احکام پر غور کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 118 تا 121)

پس یہی حقیقت ہے کہ بعض دفعہ دل سے تسبیح اور تحمید جو ہوتی ہے تو یوں لگتا ہے، محسوس ہوتا ہے کہ یہ اپنا اثر دکھا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے جو جہاں ہمارے اندر قوت عملیہ پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے وہاں ہم ایسی تسبیح و تحمید کرنے والے ہوں جو ہماری روح کو بلندیوں پر لے جائے اور ہمیں خدا تعالیٰ کا قُرب مل جائے۔

☆......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین

''جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور انکی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13 رفروری 2015)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبان، قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین

''ہمارے ہر عہدے دار کو چاہئے کہ وہ جس بھی سطح کے عہدیدار ہیں اپنے نمونے قائم کریں سلام کرنے میں پہل کریں ضروری نہیں ہے کہ انتظار کریں کہ چھوٹا یا ماتحت مجھے سلام کرے۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6 رفروری 2015)

طالبِ دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، سونگڑہ اُڈیشہ

اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے

یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 18 ؍دسمبر 2015ء بطرز سوال و جواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال آنحضورؐ اور قرآن کریم کی پیروی کے نتیجہ میں کن برکات کا حصول ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں) ''اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔''

سوال 1886 کی تصنیف سرمۂ چشم آریہ میں آپؑ آنحضرتؐ کے مقام کے بارے میں کیا تحریر فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا (سب سے حصہ زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا) اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو''۔

سوال 1892 کی تصنیف ''آئینہ کمالات اسلام'' میں آپؑ آنحضورؐ کو عطا ہونے والے اعلیٰ درجہ کے نور کے متعلق کیا تحریر فرماتے ہیں؟

جواب حضورؑ فرماتے ہیں: ''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

سوال 1894 کی تصنیف ''اتمام الحجہ'' میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ آنحضورؐ کے کس احسان کا ذکر فرماتے ہیں؟

جواب حضورؑ فرماتے ہیں: ''وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین، جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحیٰ اور ذکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔''

سوال آنحضورؐ کے زیر سایہ دس دن چلنے سے کس طرح کی روشنی کا حصول ہوتا ہے؟

جواب 1897 کی تصنیف ''سراج منیر'' میں آپؑ فرماتے ہیں: ''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفی و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی''۔

سوال آنحضرتؐ کے نشان اور معجزات کتنی قسم کے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ 1898 کی اپنی تصنیف ''کتاب البریہ'' میں فرماتے ہیں: ''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپ کی دعا سے ظہور میں آئے اور ایسے معجزات شمار کے رو سے قریب تین ہزار کے ہیں۔ اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آنجناب کی امّت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گذری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس عاجز کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ یہ نشان دکھلا رہا ہے۔ ان تمام نشانوں سے جن کا سلسلہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوتا۔ ہم یقینا جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمّتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گذشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ اُمّت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔''

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نجات یافتہ کی کیا تعریف بیان فرمائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ 1902 کی اپنی تصنیف ''کشتی نوح'' میں فرماتے ہیں: ''نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے''۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کیا عظیم الشان تغیر برپا کیا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ 1903 کی اپنی تصنیف ''لیکچر سیالکوٹ'' میں فرماتے ہیں: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو (جانوروں کی طرح قوم تھی ان کو) انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا (جانوروں کو انسان بنایا) اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔

سوال آنحضورؐ کے عظیم الشان روحانی حسن کا حضرت مسیح موعودؑ نے کن الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے؟

جواب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں آپؑ فرماتے ہیں: سید الانبیاء و خیر الوریٰ مولانا و سیدنا حضرت محمد مصطفیؐ ایک عظیم الشان روحانی حسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے: دَنٰی فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی (النجم: 9-10)۔ یعنی وہ نبی جناب الٰہی سے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حقوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے ادا کر دیا۔ اور دونوں قسم کا حسن روحانی ظاہر کیا۔ اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔ یعنی دونوں قوسوں میں جو ایک درمیانی خط کی طرح ہو اور اس طرح اس کا وجود واقع ہوا۔۔۔۔۔۔اس حسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا (آنحضرتؐ کے متعلق فرمایا کہ آپ کے حسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (الاعراف: 199) یعنی تیری طرف وہ دیکھتے ہیں مگر تُو انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ آخر وہ سب اندھے ہلاک ہو گئے''۔

سوال اللہ تعالیٰ نے اپنا پیار کرنا کس بات سے مشروط کیا ہے؟

جواب حضورؑ اپنی تصنیف ''حقیقۃ الوحی'' میں فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا انس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔''

سوال وہ کیا چیز ہے جو آنحضورؐ کی سچی اور کامل پیروی کے بعد دل میں پیدا ہوتی ہے؟

جواب حضورؑ اپنی تصنیف ''حقیقۃ الوحی'' میں فرماتے ہیں: ''میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفیٰ اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔''

سوال مخالفین احمدیت کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ شروع میں کچھ اور کہتے تھے اور بعد میں اپنی سوچ بدل لی۔ اس کا حضور انور نے کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے نہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور فضیلت اور ارفع مقام کی گہرائی کو ہم کبھی نہ جان سکتے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع میں کچھ اور کہتے تھے اور بعد میں اپنی سوچ بدل لی اور نعوذ باللہ ذاتی مفادات حاصل کرنے لگ گئے۔ یہ سب تحریرات جو میں نے 1880ء سے لے کر 1908ء تک جو آپ کی وفات کا سال ہے پیش کی ہیں ان تحریرات میں کہیں بھی ایک جگہ بھی ایسا جھول نہیں ہے کوئی بھی ایسا فقرہ نہیں ہے جو ایک دوسرے سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو پہلے سے بڑھ کر آپ نے بیان فرمایا ہے۔ اپنے آپ کو اگر کہیں نبی کہا بھی ہے تو آپؐ کی غلامی میں۔

سوال امت محمدیہ کی ساکھ دوبارہ کس طرح قائم ہو سکتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان مفاد پرستوں کے چنگل سے اُمّت مسلمہ کو بچائے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے والے ہوں اور یہی ایک طریقہ ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جو اُمّتِ مسلمہ کی ساکھ کو دوبارہ قائم کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب و ارشادات پڑھنے اور انہیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں اپنے تک پہنچنے کا صحیح ادراک بھی عطا فرمائے اور توفیق بھی عطا فرمائے۔ ☆

کسی زمانے میں جلسہ کے ایام میں تھوڑے تھوڑے وقفے پر یہ خبریں بھی ملا کریں گی کہ ابھی ابھی فلاں ملک سے اتنے ہوائی جہاز آئے ہیں۔ یہ باتیں دنیا کی نظروں میں عجیب ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں عجیب نہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25 دسمبر 2015ء بطرز سوال وجواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے شروع میں حضور انور نے کن ممالک کے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اطلاع دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ دن قادیان میں جلسہ سالانہ کے دن ہیں۔ کل سے انشاء اللہ تعالیٰ قادیان کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اسی طرح آج آسٹریلیا کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہو چکا ہوگا اور امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کا جلسہ بھی شروع ہونے والا ہے۔ وقت کا فرق ہے اس لئے کچھ دیر بعد شاید شروع ہو۔ اور شاید بعض اور ملکوں میں بھی ان دنوں میں جلسے ہو رہے ہوں گے یا ہونے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام جلسوں کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ اشرار کی شرارتوں اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

سوال قادیان کے جلسہ سالانہ کی حضور انور نے کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قادیان کے جلسہ سالانہ کی خاص طور پر اس لحاظ سے بھی اہمیت ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بستی میں ہو رہا ہے اور یہیں آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر جلسے شروع کروائے تھے۔

سوال سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ابتدائی جلسوں کے متعلق اپنے تاثرات کا کن الفاظ میں اظہار کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ابتدائی جلسوں میں سے ایک کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ اپنے بچپن کا تاثر اور جماعت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ 1936ء کی بات ہے جب آپ فرما رہے ہیں کہ قریباً چالیس سال پہلے اس جگہ پر جہاں اب مدرسہ احمدیہ کے لڑکے پڑھتے ہیں ایک ٹوٹی پھوٹی فصیل ہوا کرتی تھی۔ ایک فصیل تھی جس نے پورے قادیان کی آبادی کو گھیرا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد کے زمانے میں قادیان کی حفاظت کے لئے وہ کچی فصیل بنی ہوئی تھی۔ وہ خاصی چوڑی تھی اور ایک گڈّا اس پر چل سکتا تھا۔ پھر انگریزی حکومت نے جب اسے تڑوا کر نیلام کر دیا تو اس کا کچھ ٹکڑا حضرت مسیح موعودؑ نے مہمان خانہ بنانے کی نیت سے لے لیا۔ وہ ایک زمین لمبی سی چلی جاتی تھی۔ ایک لمبا ٹکڑا پلاٹ تھا۔ کہتے ہیں کہ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت 93ء تھا یا 94ء یا 95ء قریباً اسی قسم کا زمانہ تھا۔ یہی دسمبر کے دن تھے۔ یہی موسم تھا، یہی مہینہ تھا کچھ لوگ جو ابھی احمدی نہیں کہلاتے تھے کیونکہ ابھی احمدی نام سے جماعت یاد نہیں کی جاتی تھی۔ مگر یہی مقاصد اور یہی مدعا لے کر وہ قادیان میں جمع ہوئے …… مجھے اتنا یاد ہے کہ میں وہاں جمع ہونے والے لوگوں کے اردگرد دوڑتا اور کھیلتا پھرتا تھا۔ میرے لئے اس زمانے کے لحاظ سے یہ اچھنبے کی بات تھی کہ کچھ لوگ جمع ہیں۔ اس فصیل پر ایک دری بچھی ہوئی تھی جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور اردگرد دوست تھے جو جلسہ سالانہ کے اجتماع کے نام سے جمع تھے۔ ممکن ہے میرا حافظہ غلطی کرتا ہو اور دری ایک نہ ہو، دو ہوں لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ایک ہی دری تھی۔ اس ایک دری پر کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ ڈیڑھ سو ہوں گے یا دو سو اور بچے ملا کر ان کی فہرست اڑھائی سو کی تعداد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شائع بھی کی تھی۔

سوال حضور انور نے جلسہ کے حوالے سے قادیان میں پیدا ہونے والی سہولتوں کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک وسیع جلسہ گاہ میسر ہے جس کو پکی چار دیواری سے گھیرا گیا ہے اور اس میں بھی کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا ہوں۔ 1936ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ یہ فرما رہے ہیں اسکے بعد پارٹیشن تک مزید وسیع انتظام ہوتے گئے۔ قادیان پر بعد میں پارٹیشن کے وقت ایسا دور بھی آیا جب صرف دار المسیح اور اردگرد کے چند گھروں تک احمدی محدود ہو گئے بلکہ چند سو کے سوا سب کو ہجرت کرنی پڑی اور یہ جو چند ایک احمدی تھے وہ بھی بڑے کمزور تھے۔ لیکن آج پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں وسعت پیدا ہو رہی ہے اور وہاں جانے والے جو پہلی دفعہ گئے ہوں گے، نئی نسلیں ہیں، نوجوان ہیں یا باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں، اب صرف اس وسعت کو دیکھ رہے ہوں گے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ کے متعلق کن توقعات کا اظہار فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج ربوہ کے رہنے والے بھی ان دنوں بے چین ہوں گے تو انہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں بھی حالات بدلیں گے اور رونقیں بھی قائم ہوں گی لیکن ربوہ کے رہنے والوں کو دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہو گی۔ پاکستان میں رہنے والوں کو دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: 140) اور کمزوری نہ دکھاؤ اور غم نہ کرو۔ یقیناً تم ہی غالب آنے والے ہو جبکہ تم مومن ہو۔ شرط یہ لگائی جبکہ تم مومن ہو۔ پس ایمان میں زیادتی اور دعاؤں پر زور سے پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر کے حالات بدلتے ہیں۔

سوال حضور انور نے جلسہ سالانہ قادیان اور دیگر ممالک کے جلسوں میں شامل ہونے والوں کو کیا نصائح فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سب لوگ اپنے آپ میں وہ ایمان اور اخلاص پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں، ایک جذبہ پیدا کریں جو اُن دو سو لوگوں میں تھا جس کی مثال حضرت مصلح موعود نے دی ہے۔ اسی طرح آسٹریلیا میں جیسا کہ مَیں نے کہا جلسہ ہو رہا ہے۔ امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کا جلسہ ہو رہا ہے۔ ہر جگہ اگر اس نیت سے آپ جمع ہوئے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنا ہے تو جس طرح وہ دو اڑھائی سو لوگ اڑھائی سو گٹھلیاں یا بیج بن گئے تھے جن سے پھل دار درخت پیدا ہوئے اور قادیان کی وسعت اور میدان اور ان بزرگوں کی نسلیں اور امریکہ میں جماعت اور اس کی وسعت اور آسٹریلیا میں جماعت اور اس کی وسعت کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔ آسٹریلیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماشاء اللہ نئی نئی جگہیں خریدی جا رہی ہیں۔ ان کی خوبصورتی اگر بڑھانی ہے تو پھر اپنی ایمانی کیفیت میں اضافے سے بڑھائیں ورنہ صرف جلسہ کے لئے جمع ہونا کافی نہیں ہے۔ اگر ان دو اڑھائی سو بیجوں یا گٹھلیوں نے اپنے اثر دکھائے تو آج یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے اپنے ایمان میں بڑھیں اور پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ہمارا غلبہ ہے انشاء اللہ…… ہم نے کام وہی کرنے ہیں جو ہمارے آباؤ اجداد نے کئے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ہمارا مقصد بہت بڑا ہے اسے ہم نے حاصل کرنا ہے اور یہ تمام لوگ جو قادیان میں جلسہ میں شامل ہوئے ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان دنوں میں بہت دعائیں کریں۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قادیان کی ابتدائی حالت کا نقشہ کن الفاظ میں کھینچا؟

جواب حضورؓ فرماتے ہیں: بہت سے آدمی بیان کرتے ہیں کہ قادیان کی یہ حالت تھی کہ دو تین روپے کا آٹا بھی یہاں سے نہیں ملتا تھا۔ آخر یہ گاؤں تھا۔ زمیندارہ طرز کی یہاں رہائش تھی۔ اپنی اپنی ضرورت کے لئے لوگ خود ہی گندم پِیس لیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں یہ تو ہمیں بھی یاد ہے کہ ہمیں جب کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی آدمی کو لاہور یا امرتسر بھیج کر وہ چیز منگواتے تھے۔ پھر آدمیوں کا یہ حال تھا کہ کوئی ادھر آتا نہ تھا۔ برات وغیرہ پر کوئی مہمان اس گاؤں میں آ جائے تو آ جائے لیکن عام طور پر کوئی آتا جاتا نہ تھا۔

سوال اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا وعدہ کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جبکہ قادیان میں کبھی حضرت مسیح موعودؑ کو کوئی شخص نہ جانتا تھا خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا کہ تیرے پاس دُور دُور سے لوگ آئیں گے اور دُور دُور سے تحائف لائے جائیں گے۔ اس وقت کی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے خدا تعالیٰ کے اس وعدے کو ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اے وہ شخص جس کو کہ اس کے محلے کے لوگ بھی نہیں جانتے، جس کو کہ اسکے شہر سے باہر دوسرے شہروں کے انسان نہیں جانتے، جس کی گمنامی کی حالت سے لوگوں کو یہی خیال تھا کہ مرزا غلام قادر صاحب ہی اپنے باپ کے بیٹے ہیں (یعنی صرف ایک بیٹا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (میں تجھے یعنی مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو) میں تجھ جیسے شخص کو عزت دوں گا۔ دنیا میں مشہور کروں گا۔ عزت چل کر پاس آئے گی۔

سوال جلسہ سالانہ کی مہمان نوازی کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیا الہام ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعضوں کو رات کے تین بجے تک کھانا نہ مل سکا۔ اور آپ کو الہام ہوا کہ يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ کہ اے نبی بھوکے اور پریشان حال کو کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ صبح معلوم ہوا کہ مہمان تین بجے رات تک لنگر خانے کے سامنے کھڑے رہے اور ان کو کھانا نہیں ملا۔ پھر آپ نے نئے سرے سے فرمایا کہ دیگیں چڑھاؤ اور ان کو کھانا کھلاؤ۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "لنگر اُٹھا دو" کی حضرت مصلح موعودؓ نے کیا وضاحت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام ہے جو ذو معنی ہے۔ ہم اس کے کوئی خاص معنی نہیں کر سکتے اور نہ ہمیں پتا ہے کہ وہ کب اور کس طرح پورا ہوگا اور وہ الہام ہے کہ "لنگر اٹھا دو"۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس لنگر سے اگر کشتیوں والا لنگر مراد لیا جائے (یعنی کشتی میں جب لنگر ڈالا جاتا ہے پانی میں کھڑا کرنے کیلئے) تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ باہر نکل جاؤ اور خدا تعالیٰ کے پیغام کو ہر جگہ پھیلاؤ۔ اور اگر لنگر سے ظاہری لنگر خانہ مراد لیا جائے تو پھر اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آنے والوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب لنگر خانے کا انتظام نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے لنگر اٹھا دو اور لوگوں سے کہو کہ وہ اپنی رہائش اور خوراک کا خود انتظام کر لیں۔ ان دونوں مفہوم میں سے ہم کسی مفہوم کو بھی متعین نہیں کر سکتے اور نہ وقت متعین کر سکتے ہیں کہ کب ایسا واقعہ ہوگا۔ بہرحال جب تک مہمانوں کو ٹھہرانا انسانی طاقت میں ہے اس وقت تک ہمیں یہی ہدایت ہے کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ کہ تم اپنے مکان بڑھاتے جاؤ اور مہمانوں کے لئے گنجائش نکالو۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احباب جماعت سے کیا خواہش ظاہر فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعودؑ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ جماعت کے وہ تمام دوست جن کا جلسے پر آنا ممکن ہو وہ جمع ہوا کریں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سننے یا سنانے میں شامل ہوا کریں جو ان دنوں یہاں کیا جاتا ہے۔

سوال حضور انور نے ہندوستان کے احمدیوں کو کس بات کی تاکید فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہندوستان کے احمدیوں کو خاص طور پر کوشش کر کے قادیان آنا چاہئے …… (یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ احمدی حج پر نہیں جاتے۔ اس کی جگہ قادیان چلے جاتے ہیں۔ تو حج کے علاوہ، حج پر جائیں جو جا سکتے ہیں، اس کے علاوہ قادیان جانے کی کوشش کریں)" کیونکہ قادیان میں علمی برکات میسر آتی ہیں اور مرکز کے فیوض سے لوگ بہرہ ور ہوتے ہیں۔" (باوجود اس کے کہ اب وہاں خلافت نہیں ہے لیکن پھر بھی وہاں اس کی ایک روحانی حیثیت ہے جو وہاں جائیں تو جا کے احساس ہوتا ہے۔)

سوال قادیان کے جلسے کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے کیا پیشگوئی فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپ فرماتے ہیں کہ "مَیں تو یہ یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن آنے والا ہے جبکہ دور دراز ممالک کے لوگ یہاں آئیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک رؤیا ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ ہوا میں تیر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور مَیں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔ (یہ آپ نے خواب دیکھی۔) اس رؤیا کے ماتحت مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جس طرح قادیان کے جلسے پر کبھی یکّے سڑکوں کو گھسا دیتے تھے اور پھر موٹریں چل چل کر سڑکوں میں گڑھے ڈال دیتی تھیں اور اب ریل سواریوں کو کھینچ کھینچ کر قادیان لاتی ہے۔ اسی طرح کسی زمانے میں جلسہ کے ایام میں تھوڑے تھوڑے وقفے پر یہ خبریں بھی ملا کریں گی کہ ابھی ابھی فلاں ملک سے اتنے ہوائی جہاز آئے ہیں۔ یہ باتیں دنیا کی نظروں میں عجیب ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں عجیب نہیں۔" ……☆……☆……

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔ عربک ڈیسک یوکے)

مکرم غانم الاثوری صاحب (1)

مکرم غانم الأثوری صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق یمن سے ہے، عمر 52 سال ہے، تعلیم مڈل ہے اور پلمبنگ کا کام کرتا ہوں۔ بیس سال کی عمر میں شادی ہوئی لیکن اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔ مجھے بفضلہٖ تعالیٰ 29 فروری 2008ء کو بیعت کی توفیق ملی۔

مَیں لڑکپن کے زمانے سے ہی دیو مالائی داستانوں پر مبنی عقائد کے خلاف تھا۔ مجھے شدت پسندی سے نفرت تھی اسی وجہ سے میں سلفیوں اور اخوان المسلمین کے خیالات سے سخت متنفر تھا۔ میں 1982ء سے 1985ء تک اخوان المسلمین کے تابع ایک درسگاہ میں پڑھتا رہا ہوں لیکن ان کی شدت پسندی کی وجہ سے میں نے وہاں پڑھنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ ہر طالبعلم کو ماہوار 75 ریال دیتے تھے جو اس زمانے کے لحاظ سے ایک معقول رقم تھی۔ پھر میں گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل ہو گیا لیکن وہاں بھی میرا دل نہ لگا اور پڑھائی کو خیر باد کہہ دیا۔

شیعہ سے تعارف اور بحث

جوانی کو پہنچنے کے باوجود مجھے کوئی ڈھنگ کا کام نہ آتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی مجھے تنہا نہ چھوڑا تھا۔ میرے پاس ایک گاڑی تھی جسے استعمال میں لا کر کچھ روزی کما لیتا تھا۔ لیکن ضرورت کے ماتحت میں نے 2001 میں یہ گاڑی بیچ ڈالی۔ شاید اس مجبوری کی وجہ سے میں پلمبنگ کا کام سیکھنے لگ گیا اور اس میں مہارت حاصل کر لی۔ یوں میرا تعارف پلمبنگ کا سامان بیچنے والے دکانداروں سے ہوا جو اسماعیلی شیعہ تھے۔ ان سے میری دوستی ہوگئی جو چار پانچ سال تک قائم رہی۔ ان سے اکثر ایسے مذہبی موضوعات پر میری گفتگو ہو جاتی تھی جو شیعہ سنّی اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں جیسے غصبِ خلافت، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزعومہ وصیت، باغ فدک کا قضیہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، جنگ جمل و صفین اور واقعۂ کربلا وغیرہ۔

اس گفتگو کے دوران جب بھی حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا ذکر آتا تو وہ سب ان پر لعنتیں بھیجنے لگ جاتے۔ یہی نہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان کی لعنتوں اور بدزبانیوں سے محفوظ نہ رہتی تھیں۔

تلاش حق اور شیعہ کے بارہ میں تحقیق

مذکورہ بالا صورتحال کو دیکھ کر اسی عرصے میں میرے دل میں حق کی تلاش کی جستجو پیدا ہوئی۔ جب مَیں دیکھتا کہ تمام اُمّت پستی اور تفرقہ کا شکار اور ایک دوسرے کی گردن زنی میں مصروف ہے، تو میرا دل کہتا کہ مسلمانوں میں کوئی نہ کوئی سچا فرقہ ضرور ہوگا، لیکن یہ فرقہ کون سا ہے اور کہاں ہے؟

میں نے سوچا کہ پہلے شیعہ حضرات کے عقائد کے بارہ میں ہی تحقیق کر لینی چاہئے لہٰذا میں نے اپنے شیعہ دوستوں سے ان کی بعض مذہبی کتب مانگیں تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ علمی خزانے تو ہمیں بھی میسر نہیں۔ ان کتب کو دیکھنے اور پڑھنے والے لوگوں کی تعداد بہت محدود ہے، یہ علم شہد کی مانند ہے جو کھلا رکھا جائے تو اس میں مکھیاں اور کیڑے آپڑیں گے۔ اپنی اسماعیلی مسلک کی کتب کی بجائے انہوں نے مجھے شیعہ اثناعشریہ کی بعض کتابیں دیں حالانکہ وہ اثناعشریہ شیعوں کو برا بھلا کہا کرتے تھے۔

بہر حال میں نے ان کی دی ہوئی کتب کا بہت ہی شوق اور بے صبری سے مطالعہ کیا۔ ان میں شیعہ مسلک اختیار کرنے والے ایک مراکشی شخص کی کتاب بھی تھی جس کا عنوان تھا: ''لقد شيّعني الحسين'' یعنی مجھے حضرت حسینؓ نے شیعہ بنا دیا۔ یہ کتاب بدزبانی اور ہرزہ سرائی سے بھری ہوئی تھی۔ اس میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی عزتوں پر اشارۃً یا کنایۃً گندے حملے کئے گئے تھے۔ جب میں اس کتاب کے مطالعہ کے دوران اس مقام پر پہنچا تو اس سے آگے مطالعہ کرنے کی سکت نہ رہی۔ ایک ہفتہ گزر گیا اور میں نے کتاب کو ہاتھ تک نہ لگایا لیکن ایک ہفتے کے بعد نہ جانے کیوں میں نے کتاب کو دوبارہ اٹھا لیا اور اس کو آخر تک پڑھ لیا۔

میں صحابہ کے بارہ میں خلافت غصب کرنے کے الزام اور ان کی تکفیر کا قائل تو نہیں تھا لیکن مذکورہ بالا کتاب کو پڑھ کر شیعہ سے متاثر ضرور ہو گیا تھا، بلکہ میں نے سنجیدگی کے ساتھ یمن میں ان کے مشہور گاؤں ''الحطیب'' جانے کا بھی ارادہ کیا لیکن وقت نہ ملا۔ میں نے کہا کہ بہتر ہے میں پہلے استخارہ کر لوں، جس کے بعد مجھے اس فرقہ میں کسی قدر پُراسراریت سی نظر آنے لگی۔ لیکن جس امر کی وجہ سے یہ فرقہ میری توجہ کا مرکز بنا وہ یہ تھی کہ دیگر فرقوں کے برعکس اس کا ایک امام تھا جو ہندوستان میں رہتا تھا اور کبھی کبھار یمن بھی آتا تھا، نیز اس فرقہ کے لوگوں کو اپنے ایمان کی وجہ سے بعض جگہ مخالفت اور استہزاء کا سامنا بھی کرنا پڑتا تھا۔ علاوہ ازیں ان کے بارہ میں بعض ایسی باتیں مشہور تھیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ تھا۔

ایم ٹی اے سے تعارف

ان دنوں مَیں بکثرت شیعہ کتب کا مطالعہ کرتا اور شیعہ ٹی وی چینلز باقاعدگی سے دیکھتا، اور اپنے چچیرے بھائیوں سے شیعہ کے حق پر ہونے کے بارہ میں بحث بھی کرتا تھا۔ ایک دن ایسی ہی ایک مجلس میں میرے بھانجے نے کہا کہ آج کل ایک نیا چینل کھلا ہے جس میں امام مہدی اور مسیح موعود کی آمد کے بارہ میں گفتگو کی جاتی ہے۔ میرے استفسار پر اس نے ریموٹ پکڑا اور ایم ٹی اے لگا دیا۔ اس وقت اس پر الحوار المباشر پروگرام میں عیسائیوں کے ساتھ بحث ہو رہی تھی۔ مجھے اس گفتگو کی کوئی خاص سمجھ نہ آئی، لیکن دل میں ایک عجیب اثر ہوا جو مجھے اس چینل کی طرف کھینچنے لگا۔ رات کو میں نے گھر جا کر یہ چینل دوبارہ لگایا اور کچھ دیر دیکھتا رہا۔ میں اس چینل کے بارہ میں کوئی رائے قائم نہ کر سکا کیونکہ اس کے شرکاء کی گفتگو کا طریق اور ادب واحترام کا انداز سب سے جدا تھا۔ میں نے کہا یہ لوگ نہ تو شیعہ ہیں، نہ ہی عیسائی ہیں، تو پھر یہ کون ہیں؟ یقیناً یہ مسلمان ہیں، لیکن کونسے مسلمان؟ الغرض ایک ہفتہ بعد کچھ صورت حال واضح ہونے لگی اور پتا چلا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے، مجھے اس جماعت کے بارہ میں پہلے کچھ معلوم نہ تھا۔ اس جماعت کے مذکورہ بالا چینل نے مجھے اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ میں کام سے جلدی جلدی واپس آتا تا کہ لقاء مع العرب پروگرام مِس نہ ہو جائے۔ اس وقت میں اپنے کزن کے گھر میں رہتا تھا اور اکثر بیٹھک میں بیٹھ کر یہ پروگرام دیکھتا تھا جہاں عموماً اور کوئی نہ ہوتا تھا۔ مَیں لقاء مع العرب دیکھتا اور میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہوتیں۔ پروگرام دیکھتے دیکھتے میں بے اختیار کہہ اٹھتا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ پھر میں نے اپنا ریسیور خرید لیا اور اپنے کمرہ میں آزادی کے ساتھ یہ چینل دیکھنے لگا۔ مجھے لقاء مع العرب کے علاوہ کلام الامام، قصائد حضرت امام مہدی علیہ السلام، حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے خطبات اور الحوار المباشر وغیرہ بہت پسند آئے۔

زندگی تیرے دم سے بدلنے لگی

جب میں نے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا تو مذکورہ بالا پروگرامز کے علاوہ آیتِ استخلاف اور اس کی تفسیر نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اور میری زندگی آہستہ آہستہ بدلنے لگ گئی اور پرانی تمام بدعادات سے رہائی نصیب ہوتی گئی۔ ان بدعادات میں سے ایک یہ تھی کہ نوجوانی سے ہی مجھے ترقی پسند سیاسی پارٹیوں سے خاص لگاؤ تھا۔ شاید اسی بناء پر مجھے یمن کی اشتراکی پارٹی سے خاص لگاؤ تھا۔ اس جماعت پر یمن کے شمال میں تو پابندی عائد تھی جبکہ جنوب یمن میں اتحاد سے قبل اس کی حکومت رہی تھی۔ گو میں اس پارٹی کا ممبر نہ تھا لیکن ان کے لٹریچر اور رسائل و اخبارات کے مطالعہ کا مجھے جنون کی حد تک شوق تھا۔ لیکن جماعت سے تعارف ہوا تو ٹی وی پر خبریں سننے اور ان رسالوں کے مطالعہ سے بھی دستکش ہو گیا جن کا میں رسیا تھا نیز سیاست میں دلچسپی بھی جاتی رہی۔ ایک ہی دُھن تھی کہ جماعت کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں۔

بظاہر معمولی باتوں میں بڑے نشان

میں قبل ازیں نمازوں وغیرہ میں بہت سست تھا لیکن جماعت سے تعارف کے بعد اب پہلا رمضان آیا تو میں نے نماز اور قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک دن رمضان میں قرآن پڑھ رہا تھا کہ یہ آیت میری توجہ کا مرکز بنی: يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ (الاعراف: 36)

ترجمہ: اے ابنائے آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

میں نے سوچتے سوچتے قرآن بند کر دیا لیکن دوبارہ اس آیت کو پڑھنے کی خواہش پیدا ہوئی تو یہ دعا کی کہ یا اللہ! اگر مرزا صاحب تیری طرف سے ہیں تو مجھے یہی آیت دوبارہ دکھا۔ چنانچہ اس دعا کے بعد جب میں نے قرآن شریف کھولا تو وہی صفحہ کھلا اور اسی آیت پر نظر پڑی۔ اس کے بعد میں نے نہا دھو کر دو نفل ادا کیے اور یہ دعا کی کہ: یا رب! مجھے حق کی راہ دکھا۔ اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو ماننے کی توفیق عطا فرما، اور اگر (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں تو مجھے ان سے اور ان کی جماعت سے دُور کر دے۔

اسی عرصہ میں نائیل سات پر ایم ٹی اے بند ہو گیا تو زندگی میں بڑا خلا سا محسوس ہونے لگا۔ اس وقت میرے مالی حالات بھی اس حد تک دگرگوں تھے کہ میں اپنی روٹی بھی پوری نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن چند روز میں ہی مجھے کام مل گیا اور میں نے بڑی ڈش خرید لی جس سے مقصد ایم ٹی اے کی یورپی نشریات کا حصول تھا۔ میں خود ہی بغیر کسی راہنمائی یا تجربہ کے ڈش گھما رہا تھا اور دعا کر رہا تھا کہ اگر مجھے اس طرح ایم ٹی اے مل گیا تو میں 20 رکعت نفل پڑھوں گا۔ چنانچہ کچھ ہی دیر میں ہاٹ برڈ پر مجھے ایم ٹی اے العربیہ مل گیا اور شکرانے کے طور پر میں نے نفل ادا کیے۔

سبیل المجرمین

میرے شیعہ دوست نے جب احمدیت میں میری دلچسپی دیکھی تو عبد الہادی الفضیلی کی کتاب مجھے دی۔ اس کو پڑھ کر میں بہت خوش ہوا، کیونکہ اس میں امام مہدی کے بارہ میں جو پیشگوئیاں تھیں وہ سب حضرت مرزا صاحبؑ پر پوری ہوتی تھیں۔ جیسے یہ کہ امام مہدیؑ رسول اللہ کی طرح جاہلیت کو مٹا دیں گے اور اسلام کی تجدید کریں گے۔ اسی طرح امام باقرؒ کی ایک حدیث میں امام مہدی کو چار انبیاء موسیٰؑ، عیسیٰؑ، یوسفؑ اور محمدؐ سے تشبیہ دی گئی تھی۔

جنوری 2008ء کی رات کو عشاء کی نماز ادا کی اور دردِ دل سے اللہ کے حضور دعا کی کہ مجھے اُس جماعت کو پہچاننے کی توفیق دے جو اس ضلالت زدہ دور میں بھی حق پر قائم ہے۔ پھر میں نے قرآن کریم کھول لیا تو میرے سامنے درج ذیل آیات تھیں: وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ * ..... * وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ * قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ۔ (الانعام: 54 تا 57) اور اسی طرح ہم ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمائش میں ڈالتے ہیں یہاں تک کہ وہ کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہمارے درمیان (بس) یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے۔ کیا اللہ شکر گزاروں کو سب سے زیادہ نہیں جانتا...... اور اسی طرح ہم آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اور (یہ) اس لئے ہے کہ مجرموں کی راہ خوب کھل کر ظاہر ہو جائے۔ تُو کہہ دے کہ یقیناً مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ تُو کہہ دے مَیں تو تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کروں گا (ورنہ) میں اُسی وقت گمراہ ہو جاؤں گا اور مَیں ہدایت پانے والوں میں سے نہ بن سکوں گا۔

ان آیات پر غور کے بعد میں وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ کے الفاظ سے یہی سمجھا کہ جو لوگ صحابہ کرام اور ازواجِ مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں یہ مجرم لوگ ہیں اور ان کا راستہ ہدایت کا راستہ نہیں ہے۔

الٰہی جماعت تک پہنچنے کا یقین

اس کے ساتھ ہی احمدیت کے بارہ میں مجھے انشراح صدر ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دل پر ایک سکون اور اطمینان نازل ہو گیا۔ میں بہت رویا اور پھر اٹھ کر دو رکعت نماز ادا کر کے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ مَیں اس جماعت میں داخل ہو جاؤں۔ (باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15 جنوری 2016)

......☆......☆......☆......

خطبۂ عید الفطر

ایک مومن کی عید تو وہ ہے جو بار بار آتی ہے لوٹ کر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشیوں کا پیغام لے کر آتی ہے۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا کی قبولیت کے نشان لے کر آتی ہے

حقیقی عید تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ساتھ ہو اور اللہ تعالیٰ کے انعامات ملتے ہیں اس کی اطاعت میں۔ اور اسکے رسول کی اطاعت میں اور اس اطاعت کی وجہ سے ان انعامات کی انتہا اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ملی جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی بنا کر بھیجا۔ جن کا درجہ نبی کا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور غلامی کی وجہ سے۔ اور پھر آگے درجے ہیں جو مومن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اس معیار کی وجہ سے پا سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا ہے۔ پس یہ انعامات ہیں جو ایک احمدی کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں

آج حقیقی عید اگر ہے تو احمدیوں کی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ان انعاموں کی امید رکھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہنے سے مل سکتے ہیں

رمضان میں جس دَور سے ہم گزرے ہیں جن میں عبادات بھی ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت، درس اور اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق غور و فکر کی توفیق بھی ہے۔ نفس کی قربانیوں کی ٹریننگ بھی ہے۔ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی طرف توجہ بھی ہے۔ اس کو اب اپنی زندگیوں میں باقاعدگی سے اور تسلسل سے جاری رکھنا ہی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور قرب کا ذریعہ بنائے گا

جو زمانے کے امام کا انکار کرنے والے ہیں وہ بھی حقیقی عید سے اپنے آپ کو باہر نکال رہے ہیں کیونکہ جیسا کہ مَیں نے بتایا وہ اس بات کے تو قائل ہی نہیں رہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبی، صدیق، شہید اور صالح پیدا کر سکتا ہے۔ پس جب انعاموں کے انکاری ہیں تو حقیقی عیدوں کے بھی انکاری

اے دشمنِ بدفطرت اور بدنوا! کچھ ہوش کر کہ ہم پر ان ظلموں کا بدلہ لینے والا خدا تمہاری یہ سب حرکتیں دیکھ رہا ہے۔ جب اس کی چکّی چلتی ہے تو ہر چیز کو پیس کر رکھ دیتی ہے

مَیں احمدیوں سے بھی کہتا ہوں ہمیں ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ رمضان کی وقتی قربانی کے ساتھ ہم نے نمازوں اور نوافل کے جو معیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ان جماعتی قربانیوں سے بھی کامیابی سے گزرنے کے لئے انہی معیاروں کے حصول کی کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دائمی بنانے کے لئے ان کو جاری رکھنا ہوگا

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ان خوشخبریوں کو جن کے نشان خدا تعالیٰ ظاہر فرما رہا ہے ہمارے نیک اعمال اور عبادتوں میں کمیاں کہیں پیچھے نہ لے جائیں ہماری حقیقی عیدیں انشاء اللہ آنے والی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے جھنڈے تلے الٰہی وعدوں کے مطابق تمام نیک فطرتوں نے آنا ہے

اگر آج سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلنی ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھوں سے جنہوں نے مسیح محمدی اور زمانے کے امام کو ماننا ہے۔ آج اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچنا ہے تو مسیح محمدی کے غلاموں کے ذریعہ۔ مخالفین چاہے جتنا بھی اس کام کو روکنے کے لئے زور لگالیں یہ الٰہی تقدیر ہے اس نے غالب آنا ہے

خطبہ عید الفطر سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02/اکتوبر 2008ء بمطابق 02/اخاء 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے عید کا دن ہے جسے عید الفطر کہتے ہیں۔ عید کا لفظی مطلب تو یہ ہے کہ بار بار لوٹ کر آنے والی چیز۔ ہماری اسلامی اصطلاح میں یہ لفظ یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی رمضان کے بعد جس دن ہم کھانے پینے اور خوشی منانے کے لئے آزاد ہوتے ہیں اور عید الاضحیٰ وہ ہے جس کا تعلق حج اور قربانی کے ساتھ ہے اور اس کی خوشی مناتے ہیں۔ حدیث میں بھی آیا ہے کہ یہ دن کھانے پینے اور خوشی منانے کا دن ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب فی حبس لحوم الاَضاحی حدیث نمبر 2813) اس لئے عموماً ہر خوشی کے موقع پر بھی یہ عید کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اردو محاورے میں بھی بولا جاتا ہے۔ کسی سے بہت خوشی پہنچے تو کہتے ہیں کہ تم نے ہماری عید کرادی یا آج تو میری عید ہوگئی۔ تو بہرحال ہر ایک کو پتہ ہے یعنی ہر عاقل بالغ مسلمان کو پتہ ہے کہ یہ عید جو ہم مناتے ہیں یہ ہر سال میں دو دفعہ آتی ہے اور ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ جو قربانی تم نے نفس کی، مال کی یا کسی بھی قسم کی دی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں کہتا ہے کہ ان قربانیوں پر خوشی کا اظہار کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔ پس یہ عید بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی منائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی یہ عیدیں منائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بھی جہاں عید کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ مسلمانوں کے حوالے سے نہیں ہوا بلکہ عیسائیوں کے حوالے سے ہوا ہے۔ جیسا کہ آتا ہے قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا (المائدۃ:115)۔ یعنی عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے اللہ ہمارے پر آسمان سے دسترخوان اتار جو ہمارے اوّلین اور آخرین کے لئے عید بن جائے۔

تو یہ عید یہاں جو معنی استعمال ہو رہے ہیں بالکل اس سے مختلف ہیں جو میں نے پہلے بیان کئے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے قربانی کے بعد عید کرو۔ اس آیت کے سیاق و سباق کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ عید کسی قربانی کی وجہ سے نہیں مانگی جارہی، نہ ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی قربانی کے عوض عطا ہو رہی ہے۔ پہلوں اور آخرین کے لئے رزق تو اللہ تعالیٰ نے اتارا لیکن ساتھ ہی تنبیہ بھی فرمادی کہ اگر اس کے بعد ناشکری کروگے تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہوگا۔ بلکہ اگر سارے مضمون پر غور کیا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ اس لئے فرمائی ہے کہ اس عالم الغیب والشہادۃ کو پتہ تھا اس کے علم میں تھا کہ ناشکری اس قوم سے ہوگی اور پھر اس کے نتیجہ میں سزا بھی پائے گی۔ اور یہ ناشکری ہوتی ہمیں نظر بھی آرہی ہے۔ آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ اس رزق کا جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے کس طرح غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ گمراہی بھی ایسی ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ عذاب کی خبر دے رہا ہے۔ پس یہ عید ایسی نہیں جس کی ایک مومن خواہش کرسکتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اس کے لئے تم خوشی مناؤ بلکہ ایسی عید سے تو بچنے کی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہہ کر دعا سکھائی ہے۔ جسے ہم ہر نماز میں ہر رکعت میں پڑھتے ہیں۔ ایک مومن کی عید تو وہ ہے جو بار بار آتی ہے، لوٹ کر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشیوں کا پیغام لے کر آتی ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا کی قبولیت کے نشان لے کر آتی ہے۔ دنیاوی رزق تو ختم ہونے والی چیز ہیں۔ ہمارے رزق تو نہ ختم ہونے والے اور دائمی رزق ہیں۔ یہ رزق حاصل کرکے تو ایک مومن ان نعمتوں کا وارث بنتا ہے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ یعنی اور جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان میں شامل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔

پس حقیقی عید تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ساتھ ہو اور اللہ تعالیٰ کے انعامات ملتے ہیں اس کی اطاعت میں اور اس کے رسول کی اطاعت میں اور اس اطاعت کی وجہ سے ان انعامات کی انتہا اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ملی جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی بنا کر بھیجا۔ جن کا درجہ نبی کا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور غلامی کی وجہ سے۔ اور پھر آگے درجے ہیں جو مومن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اس معیار کی وجہ سے پا سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا معیار ہے۔

پس یہ انعامات ہیں جو ایک احمدی کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔ یہاں صرف عیسائیوں کی بات نہیں کہ ان کی عیدوں کا انجام جو ہے انذار کی صورت میں نظر آرہا ہے بلکہ دوسرے مسلمان فرقے بھی جنہوں نے زمانے کے امام کو نہیں مانا اس بات کا انکار کرکے کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں بھی کوئی نبی نہیں آسکتا اپنے پر ان انعامات کے دروازوں کو بند کر رہے ہیں جو نبی کے بعد صدیق، شہید اور صالح کی صورت میں ہو سکتے ہیں۔ پس جن کو ان عبادتوں اور قربانیوں کے بعد بھی کچھ نہیں ملنا ان کی بھلا کیا عید ہوسکتی ہے؟

آج حقیقی عید اگر ہے تو احمدیوں کی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ان انعاموں کی امید رکھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہنے سے مل سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں‘‘۔ ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار انعام چاہتے ہیں۔ یعنی ’’نبیوں کا کمال۔ صدیقوں کا کمال۔ شہیدوں کا کمال۔ صلحاء کا کمال۔‘‘۔ یعنی یہ انعامات جو ہیں وہ اس لئے ہیں کہ ہمارے ایمانوں میں ترقی ہو اور انسانیت کی بھلائی ہو اور اس کی خدمت کا موقع ہمیں مل سکے۔ فرماتے ہیں کہ ’’سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو‘‘۔ یعنی ایک تسلسل کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا ہو، غیب کی خبریں دیتا ہو۔ فرمایا ’’اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اس

کو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں‘‘۔
(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 516-515)

اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم اس کو ہو اس کی سچائیاں اس پر ظاہر ہوں۔ اس کی ہر پیشگوئی پر ایمان ہو۔ فرمایا ’’صدیق وہ ہوتا ہے جس کو سچائیوں کا کامل طور پر علم بھی ہو اور پھر کامل اور طبعی طور پر ان پر قائم بھی ہو‘‘۔ یعنی صرف علم حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ ان باتوں پر عمل کرنا اس علم سے فائدہ اٹھانا بھی ضروری ہے جو قرآن کریم پڑھ کے حاصل کیا۔ ’’مثلاً اس کو ان معارف کی حقیقت معلوم ہو کہ وحدانیت باری تعالیٰ کیا شئے ہے اور اس کی اطاعت کیا شئے ہے اور محبت باری عَزَّ اِسْمُہٗ کیا شئے ہے اور شرک سے کس مرتبہ اخلاص پر مخلصی حاصل ہو سکتی ہے اور عبودیت کی کیا حقیقت ہے اور اخلاص کی حقیقت کیا اور توبہ کی حقیقت کیا اور صبر اور توکل اور رضا اور محویت اور فنا اور صدق اور وفا اور تواضع اور سخا اور ابتہال اور دعا اور عفو اور حیا اور دیانت اور امانت اور اتّقا وغیرہ اخلاقِ فاضلہ کی کیا کیا حقیقتیں ہیں۔ پھر ماسوا اس کے ان تمام صفات فاضلہ پر قائم بھی ہو‘‘۔
(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 420)

(یہ ایک اہم نکتہ ہے کہ سارے اخلاق جو اختیار کرنے ہیں ان تمام تعلیموں پر عمل کرنا، ان کو جو پڑھنا ہے سمجھنا ہے صرف اتنا کافی نہیں کہ پڑھ لیا اور سمجھ لیا بلکہ فرمایا ان پر قائم بھی ہو۔ ان پر عمل بھی کرنے والا ہو۔)

پھر آپ نے فرمایا: صدیق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور ناداری کو دیکھ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہتا ہے اور صدق اختیار کرتا اور جھوٹ کو ترک کر دیتا ہے اور ہر قسم کی رِجس اور پلیدگی سے جو جھوٹ کے ساتھ وابستہ ہے دور بھاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ نہ جھوٹی گواہی دوں گا اور جذبہ نفسانی کے رنگ میں کوئی جھوٹی کلام نہ کروں گا۔ نہ لغو طور پر۔ نہ کسب خیر کے لئے۔ نہ دفع شر کے لئے۔ یعنی کسی رنگ اور حالت میں جھوٹ کو اختیار نہیں کروں گا۔ جب اس حد تک وعدہ کرتا ہے تو گویا اِیَّاکَ نَعْبُدُ پر خاص عمل کرتا ہے اور وہ عمل اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔ یہ ہے خوبصورت تعریف صدیق کی۔ جو عمل کیا تو یہ عمل عبادت ہے۔
(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 366-365 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا: ’’شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوتِ ایمانی اور قوتِ اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے۔‘‘
(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 516)

جب تک ایمان قوی ہوتا ہے اس قدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے یہاں تک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشوونما پاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں تأمّل اور دریغ نہ کرے گا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 339,340۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) (جب قوتِ ایمانی اس حد تک چلی جائے گی پھر ہر قربانی کے لئے تیار ہوتا ہے یہاں تک کہ جان بھی دینے کو تیار ہوتا ہے)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’صالحین وہ ہوتے ہیں جن کے اندر سے ہر قسم کا فساد جاتا رہتا ہے۔ جیسے تندرست آدمی جب ہوتا ہے تو اس کی زبان کا مزہ بھی درست ہوتا ہے۔...... اسی طرح پر صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا۔ اس کا کمال اپنے نفس میں نفی کے وقت ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد 2 صفحہ 57۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس صالح بننے کے لئے خود اپنے اندر اصلاح کا احساس اٹھنا چاہئے۔ اپنے نفس سے خود اصلاح ہونی چاہئے۔ ہر غلط کام کی خود نفی ہونی چاہئے۔ یہ ہے صالح کا کمال۔ آپ فرماتے ہیں ’’مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دُور ہو جائے اور مجسّم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اس کی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے‘‘۔ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 516)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات سے جہاں ہمیں اس بات پر شکر گزاری کا احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس منعم علیہ گروہ میں ہمیں شامل کر دیا جنہوں نے زمانے کے امام کو مان کر قرآن کریم کا صحیح فہم حاصل کرنے کی کوشش کی وہاں ان ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہئے جو ایک احمدی کو ان مرتبوں تک پہنچنے کے لئے ادا کرنے کی کوشش کے لئے ضروری ہیں۔ ایک اندھیرے کمرے میں بیٹھا ہوا انسان تو کہہ سکتا ہے کہ مَیں اس کمرے میں موجود اچھی چیزوں سے اس لئے فائدہ نہیں اٹھا سکا کہ مجھے اندھیرے کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن ایک شخص جس کو کمرے میں روشنی بھی میسر ہو، تمام فائدہ کی چیزیں بھی سامنے پڑی ہوں اور پھر وہ اپنی لاپرواہی یا سُستی کی وجہ سے ان سے فائدہ نہ اٹھائے جو اس کی زندگی سنوارنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں تو پھر وہی قصوروار ہوگا جو فائدہ نہیں اٹھاتا۔

پس رمضان میں جس دَور سے ہم گزرے ہیں جن میں عبادات بھی ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت، درس اور اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق غور و فکر کی توفیق بھی ہے۔ نفس کی قربانیوں کی ٹریننگ بھی ہے۔ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی طرف توجہ بھی ہے۔ اس کو اب اپنی زندگیوں میں باقاعدگی سے اور تسلسل سے جاری رکھنا ہی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور قرب کا ذریعہ بنائے گا۔ اور یہی حقیقی عید ہے جو قربانیوں اور اصلاح کی طرف توجہ اور تبدیلی کے بعد ایک مومن کو حاصل ہوتی ہے جس کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے جو دنیا کی طرف سے ملنے والی تکلیفوں اور مشکلات کی وجہ سے خوشیوں کو ہم سے دُور نہیں کر سکتا۔ جب حقیقی عید ملتی ہے تو پھر دنیاوی مشکلات ان خوشیوں کو دُور نہیں کر سکتیں کیونکہ ان سب چیزوں کے پیچھے ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ملنے والی خوشخبریاں نظر آ رہی ہوتی ہیں۔

جب روزوں سے ہم اپنی حالتوں کو درست کرنے کی کوشش کرتے ہوئے گزرے تو اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے ان کو معمولی نیکیوں کے بھی اجر دیتا ہے اور کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے اس لئے کہ اس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ نیکی کے اجر کئی گنا بڑھا کر دینے کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِہَا ۚ وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَہَا وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ (الانعام: 161) جنہوں نے نیکی کی ہے اس نیکی سے دس گنا ان کو ملے گا اور جنہوں نے بدی کی انہیں صرف اتنی ہی سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ تو یہ ہے ہمارا خدا جو اپنے بندوں کو ہر وقت اپنے فضلوں سے نوازنے والا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا اجر دیتا ہے۔ پس جب رمضان میں سے اس نے ہمیں گزارا تو ایک حدیث کے مطابق تیس روزوں کے بدلے تین سو روزوں کا اجر دیا۔ اور اگر شوال کے بھی چھ روزے کوئی رکھ لے تو 360 دن پورے کر کے پورے سال کے روزوں کا ہی ثواب دے دیا۔
(صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستہ أیام من شوال اتباعا لرمضان حدیث نمبر 1164)

پس یہ خدا ہے جو ہمارا خدا ہے جو اگر بندے سے قربانی مانگتا ہے تو اس کے بے حساب اجر دیتا ہے۔ تیس دن کے روزوں کی ہم سے قربانی مانگی تو جہاں ان کو قبول فرماتے ہوئے کئی گنا اجر سے نوازا وہاں ظاہری طور پر اس نوازنے کے اظہار کے لئے عید کا دن بھی رکھ دیا کہ اس میں کھاؤ پیو اور خوشیاں مناؤ اور خدا کا شکر ادا کرو اور سب سے پہلے کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر ہی ہے اس لئے عید کی نماز سے اس شکرانے کا آغاز فرمایا تاکہ یاد رہے کہ اس خدا کی عبادت سے شکر کرو جو اگر کسی ظاہری تکلیف یا قربانی میں سے مومن کو گزارتا ہے تو وہی آسانی بھی پیدا کرتا ہے۔ وہی انعامات سے بھی نوازتا ہے۔ وہی کئی گنا بڑھا کر اجر بھی دیتا ہے۔ پس عید ہمیں رمضان میں خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کرتے ہوئے ہر جائز بات سے بھی کامیابی کے ساتھ رکتے ہوئے گزرنے کی کوشش پر خدا تعالیٰ کے انعام کا ایک ظاہری اظہار ہے۔ جس سے ہماری توجہ اس طرف پھرنی چاہئے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی خاطر کیا گیا ہر فعل بے انتہا اجروں سے نوازتے ہوئے ہمیں واپس لوٹاتا ہے تو خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر کوئی قربانی بغیر خدا تعالیٰ سے اجر پائے خالی نہیں جائے گی۔ جب ہم نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو مان لیا تو خدا تعالیٰ اس نیکی کے کام کو بغیر اجر کے نہیں چھوڑے گا جبکہ اس وجہ سے ہمیں جان مال عزت کی قربانی بھی دینی پڑ رہی ہے۔

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی خاطر کیا گیا کوئی عمل بغیر اجر کے نہیں، یہ قربانیاں بھی جو احمدی کرتے ہیں رائیگاں جانے والی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان کہ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا (الم نشرح: 6۔7)۔ ہمیں تسلی دلا رہا ہے کہ اگر آج ہم پر تنگی اور قربانی کا دور ہے تو آسانی بھی آنے والی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے انعامات کی لامحدود بارش ہوگی۔ مفسرین اس آیت کی یہی وضاحت کرتے ہیں اور حضرت مصلح موعودؓ نے بھی یہی نکتہ لیا ہے کہ الۡعُسۡرِ کہہ کر عُسر کو محدود کیا گیا ہے۔ تنگی کو محدود کیا گیا ہے۔ لیکن یُسر دونوں جگہ غیر محدود کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 147) پس یہ اعلان ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرنے والا ہے۔ اور ہمیں تسلی دلا رہا ہے کہ جس طرح ہر تنگی، قربانی اور اپنی خاطر کئے گئے ہر عمل پر خدا تعالیٰ انعامات سے نوازتا ہے اور اس کا انجام عید کی صورت میں ہوتا ہے نہ کہ عیدیں پہلے ہوں اور انجام انذار و وعید کی صورت میں نظر آ رہا ہو۔ جو زمانے کے امام کا انکار کرنے والے ہیں وہ بھی حقیقی عید سے اپنے آپ کو باہر نکال رہے ہیں کیونکہ جیسا کہ مَیں نے بتایا وہ اس بات کے تو قائل ہی نہیں رہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبی، صدیق، شہید اور صالح پیدا کر سکتا ہے۔ پس جب انعاموں کے انکاری ہیں تو حقیقی عیدوں کے بھی انکاری۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو انعام یافتہ ہیں اور کس طرح بن سکتے ہیں۔ صدیق تو وہ ہے جسے کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے کلام پر یقین ہو نہ کہ مشکوک حالت میں رہیں۔ کبھی ناسخ و منسوخ کے چکّر میں ہیں۔ کبھی حضرت عیسیٰ کی وفات کے بارے میں شبہ میں ہیں۔ کبھی آخرین کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں۔ مرزا صاحب نے کس طرح اس کی بنیاد پر اپنے آپ کو مسیح اور نبی کہہ دیا۔ جو پیروں فقیروں کی قبروں پر جا کر نذریں مانتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں انہیں کیا پتا کہ صِدق کیا ہے۔ جب حیا، امانت، دیانت غائب ہو جائیں تو وہاں صدق کا کیا کام رہ جاتا ہے۔ جہاں جھوٹ، تعدّی اور ظلم نے ڈیرے ڈالے ہوں وہاں صدّیقیت کس طرح ٹھہر سکتی ہے۔ جو مصلحتاً جھوٹ بولنے کو جائز قرار دیتے ہوں اور اپنی تفسیروں میں بھی لکھتے ہوں ان کا صدیقیت سے کیا تعلق۔ جو ظلموں پر اُکسانے والے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ جو مظلوموں کی جان لینا ثواب سمجھتے ہوں ان کا ایمان کس طرح مضبوط کہلا سکتا ہے۔ کس منہ سے وہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننے والا کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا کہ لوگوں کی جانوں اور ان کے مالوں اور ان کی آبروؤں کی بے حرمتی جائز نہیں اور یہ اس خدا اور اس رسول کے نام پر یہ حرکتیں کر کے پھر خادمِ ختم نبوت ہونے کے نعرے لگاتے ہیں۔ دوسروں کو تو جانیں دینے کے لئے اکساتے ہیں اور خود جان دینے کا نام سن کر ہی ان کی جان نکل رہی ہوتی ہے۔ ہر طرح کے روحانی امراض میں یہ مبتلا ہیں۔ فساد کرنے کے لئے ہر دم تیار ہیں۔ تو یہ لوگ تو نہ صدیق ہیں، نہ شہید بنے، نہ صالح بن سکتے ہیں اور نبوت کے وہ پہلے ہی انکاری ہیں۔ گویا ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کے انعاموں کے دروازے تو اپنے اوپر بند کر دیئے۔ پس اب ہم مسیح محمدی کے غلام ہی ہیں جو اپنے ایمان کو ترقی دیتے ہوئے ان انعامات کے وارث ہو سکتے ہیں۔ حقیقی عیدیں منانے والے بن سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے ایک احمدی کو ہر وقت کوشش کرنی چاہئے۔ آج ہمیں اس بات پر تکلیف دی جاتی ہے، ہماری جانیں لی جاتی ہیں، ہمیں شہید کیا جاتا ہے، ہمارے پیاروں کو شہید کیا جاتا ہے کہ ہم کیوں اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور انعامات کے دروازے بند نہیں ہو سکتے۔ کیوں ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض اس حد تک جاری ہے کہ آپؐ کی پیروی میں نبوت کا مقام بھی مل سکتا ہے۔

پس دشمن کو اپنی حرکتوں میں مصروف رہنے دیں اور ہم وہ کچھ کئے جائیں جس کا خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا تھا کہ تنگی کے بعد آسائش ہے۔ کامیابیاں آنے والی ہیں۔ انکار کرنے والے ذلیل و رُسوا ہوں گے۔ ان کی کوئی تدبیر جَرِیُ اللہ کی ترقی کو روک نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے عربی میں آپ کو الہاماً فرمایا کہ بَعۡدَ الۡعُسۡرِ یُسۡرٌ (تذکرہ صفحہ 72 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) یعنی تنگی کے بعد فراخی ہے۔ پس یہ یُسر تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کے مقدر میں ہے اور آنا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ملنا ہے

کلام الامام

’’اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالبِ دُعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندر آباد

انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ یُسر کوئی معمولی یُسر نہیں ہے بلکہ فتحِ مبین کی خبر ہے۔ پس ہم احمدیوں کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان تنگیوں اور قربانیوں سے پریشان ہوں۔ احمدیوں کی جانوں کی قربانی کا یہ سلسلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے شروع ہوا جس میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ شہید اور حضرت مولوی عبدالرحمن صاحبؓ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اس وقت بھی دشمن کا خیال تھا کہ اس ظالمانہ فعل سے احمدیت کو ختم کر دیں گے۔ یا احمدیت سے لوگوں کو برگشتہ کر دیں گے لیکن ان شہیدوں نے پیچھے آنے والوں کے لئے جو عظیم الشان مثالیں قائم کیں اور جس طرح ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اسے جماعت نے بھلایا نہیں بلکہ یہ شہادتوں کا سلسلہ آج تک چل رہا ہے۔ علاوہ اس کے جو وقتاً فوقتاً شہادتیں ہوتی رہتی ہیں دو سال پہلے بھی رمضان کے مہینے میں منڈی بہاؤالدین میں کئی نمازیوں کو نماز پڑھتے ہوئے شہید کیا گیا تھا۔ اس سال پھر ہمارے دو نو جوانوں کو اور ایک بزرگ کو اس رمضان میں شہادت کا رتبہ ملا۔ مخالفین کا خیال ہے کہ اس طرح ہمارے حوصلے پست کر دیں گے یا ہمیں ختم کر سکتے ہیں۔ بھلا جو خدا کی خاطر جان قربان کرنے کے لئے پہلے ہی ہر وقت تیار بیٹھے ہوں ان پر یہ وار کارگر کیسے ہو سکتے ہیں۔ کبھی نہیں اور کبھی نہیں۔ دشمن نے رمضان میں جو ہمارے خلاف محاذ کھڑا کیا تھا وہ کھڑا کر کے سمجھتا ہے کہ اس نے ہمارے رمضان اور ہماری عید کو خراب کیا ہے، ہمیں غمزدہ کر دیا، محزون کر دیا۔ اس کی ان حرکتوں سے تو ہمیں پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان سے فیض پانے کی توفیق ملی ہے۔ اور صرف ان شہداء پر ہی بس نہیں ان کا حال تو یہ ہے، تنگ کرنے کا کہ حکومتی ادارے بجائے اس کے کہ ان شہداء کے مجرموں کو پکڑنے کی کوشش کرتے، مولویوں کے دباؤ میں آ کر ہمارے احمدیوں کو آنے بہانے پکڑ رہے ہیں۔ ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نام کی بے حرمتی کا الزام لگاتے ہیں جس کا ایک احمدی کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ ہم تو اس مسیح و مہدی کو ماننے والے ہیں جس نے ''خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 645) کہہ کر ہمیں آلِ محمدؐ پر بھی نثار ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔ یہ ظالمانہ الزام تو ہمیں کسی بھی قسم کی اذیّت سے زیادہ تکلیف دِہ ہے۔

پس اے دشمنِ بدفطرت اور بدنوا! کچھ ہوش کر کہ ہم پر ان ظلموں کا بدلہ لینے والا خدا تمہاری یہ سب حرکتیں دیکھ رہا ہے۔ جب اس کی چکّی چلتی ہے تو ہر چیز کو پیس کر رکھ دیتی ہے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے ہر دم اور ہر آن یہ نوید دی ہے اور دے رہا ہے کہ جس طرح روزوں میں خدا تعالیٰ کی خاطر کی گئی قربانیاں تمہیں عید دکھاتی ہیں یہ قربانیاں بھی انشاء اللہ تعالیٰ رنگ لائیں گی۔ ہم جس طرح روزوں سے گزرے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہم نے اپنے نفسوں پر کنٹرول رکھا تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں، جماعتی مخالفتوں اور سختیوں سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ احمدی ثبات قدم دکھاتے ہوئے گزر جائے گا۔

لیکن مَیں احمدیوں سے بھی کہتا ہوں ہمیں ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ رمضان کی وقتی قربانی کے ساتھ ہم نے نمازوں اور نوافل کے جو معیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ان جماعتی قربانیوں سے بھی کامیابی سے گزرنے کے لئے انہی معیاروں کے حصول کی کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دائمی بنانے کے لئے ان کو جاری رکھنا ہوگا۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں تک اسلام اور احمدیت کی ترقی کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق یہ ہونی ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس میں مستقل اور کتنا حصہ ڈال رہے ہیں تا کہ اس حقیقی عید کو منا سکیں جو اسلام اور احمدیت کی ترقی سے وابستہ ہے۔ پس اگر ہم یہ عید جلد حاصل کرنا چاہتے ہیں تو قربانیوں کے ساتھ اپنی عبادتوں کے معیار بھی مستقل بلند کئے رکھنے کی ضرورت ہے۔ صدیق، شہید، صالح بننے کے لئے ان تمام باتوں کو کرنے کی ضرورت ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہیں۔

پس جب ہم اپنے میں ان تمام اخلاق کو جاری رکھنے کی کوشش کریں گے جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق، شہید اور صالح کی تعریف میں فرمایا ہے اور پھر ساتھ اس کے خدا تعالیٰ سے تعلق اور عبادت کے معیار بھی بلند کرتے چلے جائیں گے تو دشمن کی یہ کوششیں جو وہ اپنے زُعم میں ہمیں ختم کرنے کے لئے کر رہا ہے اس کا اپنا نام و نشان مٹا دیں گی۔ دشمن اس بات پر خوش ہے کہ ہم نے جماعت کے دو مفید وجود شہید کر دیئے جو planing بعد میں ان کی نظر آ رہی ہے اس سے یہی تأثرات ملتے ہیں۔ شہید تو مَیں کہہ رہا ہوں وہ تو کہتے ہیں ہم نے مار دیئے۔ تو یہ اس کی بھول ہے۔ ہم اس بات پر خوش ہیں کہ جتنی بڑی قربانیاں ہیں اتنی بڑی خوشخبریاں ہم کو ملنے والی ہیں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ان خوشخبریوں کو جن کے نشان خدا تعالیٰ ظاہر فرما رہا ہے ہمارے نیک اعمال اور عبادتوں میں کمیاں کہیں پیچھے نہ لے جائیں۔ ہماری حقیقی عیدیں انشاء اللہ آنے والی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے جھنڈے تلے الٰہی وعدوں کے مطابق تمام نیک فطرتوں نے آنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''جب دنیا میں ظلمت پھیل جاتی ہے اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے تب وہ تاریکی بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو۔ سو خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نورانی ملائکہ اور روح القدس کو زمین پر نازل کرتا ہے۔ اسی طور کے نزول کے ساتھ جو فرشتوں کی شان کے ساتھ مناسب حال ہے تب روح القدس اس مجدد اور مصلح سے تعلق پکڑتا ہے جو اِجتباء اور اصطفاء کی خلعت سے مشرف ہو کر دعوت حق کے لئے مامور ہوتا ہے''۔ اجتباء یعنی جو پسندیدہ اور برگزیدہ اور چنے ہوئے کو خلعت دیتا ہے اور فرماتے ہیں ''اور فرشتے ان تمام لوگوں سے تعلق پکڑتے ہیں جو سعید اور رشید اور مستعد ہیں''۔ نیک لوگ جو ہیں فرشتوں کا ان سے تعلق ہوتا ہے اور فرمایا ''اور ان کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں اور نیک توفیقیں ان کے سامنے رکھتے ہیں۔ تب دنیا میں سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلتی ہیں۔ اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے جبتک دین اپنے اس کمال کو پہنچ جائے جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے''۔ آپ فرماتے ہیں ''اس حقیقت کو دریافت کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ ایک دنیادار کی دُود آمیز نظر'' یعنی دھندلائی ہوئی نظریں جنہیں صاف نظر نہیں آتا ''اس نور کو دریافت نہیں کر سکتی۔ دینی صداقتیں اس کی نظر میں ایک ہنسی کی بات ہے اور معارف الٰہی اس کے خیال میں بیوقوفیاں ہیں''۔ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 314-313)

پس اگر آج ان نام نہاد علماء اور مولویوں کو نظر نہیں آ رہا تو ان کی قسمت میں ہی نہیں ہے نظر آنا۔ جو سعید فطرت ہیں وہ آہستہ آہستہ آتے جائیں گے۔ پس اگر آج سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلنی ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھوں سے جنہوں نے مسیح محمدی اور زمانے کے امام کو مانا ہے۔ آج اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچنا ہے تو مسیح محمدی کے غلاموں کے ذریعہ۔ مخالفین چاہے جتنا بھی اس کام کو روکنے کے لئے زور لگا لیں یہ الٰہی تقدیر ہے اس نے غالب آنا ہے۔ ابھی ان کی نظریں جو ہیں یہ صداقت کو دیکھ نہیں رہیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ وہ فجر طلوع ہو گی تو ان دھندلی آنکھوں کو بھی نظر آ جائے گا کہ جو امام الزمان نے کہا تھا وہ سچ کہا تھا۔ اُس وقت جماعت احمدیہ کی خاطر قربانی کرنے والے اور اپنا خون بہانے والے ہر شہید کے جسم کا ہر ذرہ یہ اعلان کر رہا ہوگا کہ دیکھ او بدبخت اور بدقسمت! کیا میرا خون رائیگاں گیا؟ اُس وقت ہر شہید کی اولادیں اور پیارے خوشی سے یہ اعلان کر رہے ہوں گے کہ دیکھو! ہمارے باپ، ہمارے خاوند، ہمارے دادا، ہمارے نانا، ہماری بہنیں اور بھائی جو قربانی کر گئے تھے وہ آج اس فجر کے ساتھ پہلے سے بڑھ کر روشن اور چمکدار نظر آ رہے ہیں۔ آج ہمیں وہ حقیقی عید نظر آ رہی ہے جس کی خاطر قومیں قربانیاں کیا کرتی ہیں۔ اس فجر کے طلوع ہونے کے ساتھ ہمیں اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا یہ وعدہ پوری شان سے پورا ہوتا نظر آئے گا کہ اَلْعِیْدُ الْاٰخَرُ تَنَالُ مِنْہُ فَتْحًا عَظِیْمًا (تذکرہ صفحہ 586 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)۔ یعنی ایک اور عید ہے جس میں تُو بڑی فتح پائے گا۔ وہ وقت ہوگا جب ہر احمدی، مسیح محمدی کی جماعت کا ہر فرد، بچہ، بوڑھا، مرد، عورت مبارک سو مبارک کی صدائیں بلند کر رہا ہوگا۔ حقیقت میں یہی عید ہے جو ہر احمدی کی زندگی کا آخری مقصد ہے اور یہی عید ہے جس کے حصول کے لئے ہم نے ہر وقت اپنے قادر اور توانا اور مستجاب الدعوات خدا کے آگے جھکے رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اس کی توفیق دیتا چلا جائے تا احمدیت اور حقیقی اسلام کو تمام دنیا پر غالب آتا ہم پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اس کے ساتھ مَیں آپ سب کو بھی جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایم ٹی اے کی وساطت سے تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی اس عید کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ عید مبارک کرے۔ اس صدی کی خلافت کی صدی کی جو پہلی عید ہے ہمارے لئے یہ ہزاروں لاکھوں برکتیں لے کر آئے اور اُس حقیقی عید کے نظارے دکھائے جو ہمارا آخری مقصد ہے۔

اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔ دعاؤں میں سب سے پہلے یہ بات بھی یاد رکھیں کہ اسلام کے غلبہ کے دن اللہ تعالیٰ نزدیک لائے اور ہمیں اس کی ترقیات دکھائے۔ جماعت کو ہر شر سے بچنے کے لئے دعائیں کریں کہ آج دشمن ہر جگہ جہاں موقع ملتا ہے احمدیت کی مخالفت میں احمدیت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اور عرب ملکوں میں سے بعض اسلامی حکومتیں ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ آج احمدیت کی مخالفت صرف پاکستان میں ہی نہیں ہے بلکہ دنیا کے ہر اس خطے میں ہے جہاں احمدیت کی ترقی نظر آ رہی ہے۔ اس بات نے دشمن کو حواس باختہ کر دیا ہے اور یہی چیز ہمارے ایمانوں کو بھی مضبوط کر رہی ہے۔ یہ آخری غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا ہے۔ لیکن دعاؤں کے بغیر نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعاؤں کا ہی ہتھیار دیا گیا ہے۔ شہدائے احمدیت کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر شہید کو اپنے قرب سے نوازے، درجات بلند کرتا چلا جائے۔ ان کے بیوی بچوں، ماؤں عزیزوں اور پیاروں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ ہمیشہ یہ شہادت ان کے لئے باعث فخر رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں صبر اور حوصلے اور ہمت دکھانے کی توفیق دیتا رہے۔ اس رمضان میں جو حالیہ شہید ہوئے ہیں ان کے لواحقین کے لئے یہ جدائی بالکل تازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر بھی تسکین کا ایسا چھایا رکھے جو ان کے صبر اور حوصلے کو بڑھاتا رہے اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے ہوں۔ اسیران کی رہائی کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی اسیری کے دن ختم کرے۔ وہ بھی آزادی سے عیدیں منانے والے ہوں۔ واقفینِ زندگی اور واقفینِ نَو کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تقویٰ کے ساتھ اپنے وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجاہدین تحریک جدید اور وقف جدید جنہوں نے رمضان میں اپنے وعدے پورے کر دیئے ان کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکتیں ڈالے۔ تمام خدمتگاروں کے لئے دعا کریں جو کسی بھی رنگ میں جماعت کی خدمت کر رہے ہیں جن میں آجکل نمایاں تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ایم ٹی اے کے کارکنان بھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں۔ تمام داعیان الی اللہ کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر ان کی جھولیاں پھلوں سے بھر دے۔ تمام وہ لوگ جو کسی بیماری یا مشکل میں گرفتار ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس سے رہائی دلوائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا رحم اور فضل فرمائے۔ اہالیانِ قادیان کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مسیح کی بستی میں رہنے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اہالیانِ ربوہ کے لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رونقیں جلد لوٹائے۔ ان کی تمام مشکلات دُور فرمائے۔ وہ لوگ ہمیشہ اس بستی کی آبادی کے مقصد کو پورا کرنے والے رہیں۔ اسی طرح پاکستان کے احمدیوں کے لئے مجموعی طور پر بھی دعا کریں کہ سب سے زیادہ احمدیت کی مخالفت جو ہے وہ پاکستان میں ہے۔ پاکستان کی جماعتیں جو ہیں اس دور سے گزر رہی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کے احمدی بڑے صبر، ہمت اور حوصلے سے ان حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمانوں کو مضبوط سے مضبوط کرتا چلا جائے اور کبھی کسی کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔ (خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 29 رجنوری 2016)

......☆......☆......☆......☆......

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

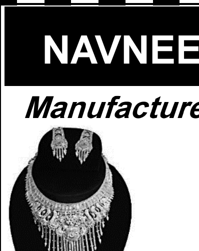

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615

Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9 رجنوری 2016 بروز ہفتہ صبح 10 بجے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم ذوالفقار احمد قریشی صاحب، یوکے

(ابن مکرم بابو عبد الغفار صاحب شہید، سابق امیر جماعت حیدر آباد، پاکستان)

5 رجنوری 2016 کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت حکیم عبد الصمد صدیقی صاحبؓ کے داماد اور مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب مرحوم (سابق نائب امیر جماعت کراچی) کے ہم زلف تھے۔ نمازوں کے پابند، خلافت کے اطاعت گزار اور سلسلہ کی خدمت کرنے والے انتہائی نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ

(اہلیہ مکرم مرزا محمد لطیف احمد صاحب، لاہور)

22 ردسمبر 2015 کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نماز باجماعت کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کثرت سے مطالعہ کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے کا کوئی موقعہ کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھیں۔ خلافت سے محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ قادیان قیام کے دوران حضرت اماں جانؓ کی مجالس اور حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقاتوں کا اکثر ذکر کیا کرتی تھیں۔ پارٹیشن کے دوران چونڈہ میں مہاجرین اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور ان کی خوراک وغیرہ اکٹھی کرنے میں مدد کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر (کارکن دفتر الفضل ربوہ) کی والدہ تھیں۔

(2) مکرم نسیم احمد سیفی صاحب،

ڈرائیور دفتر پرائیوٹ سیکرٹری ربوہ

(ابن مکرم چوہدری شریف احمد صاحب)

10 راکتوبر 2015 کو مختصر علالت کے بعد 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے دوران ملازمت 2005 میں زندگی وقف کی۔ 19 سال بطور ڈرائیور خدمت کی توفیق پائی۔ مجلس انصار اللہ کی طرف سے مقامی سطح پر بطور سائق خدمت بجالاتے رہے۔ بڑی ذمہ داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی ادا کیا کرتے تھے۔ نمازوں کی پابندی کرتے اور تمام تحریکات میں حصہ لینے والے تھے۔ خوش اخلاق اور ہمدرد اور جماعت احمدیہ کیلئے غیرت رکھنے والے نیک انسان تھے۔ آپ مکرم محمد شفیع اشرف صاحب مرحوم (سابق ناظر امور عامہ ربوہ) کے بھانجے تھے۔

(3) مکرم حکیم طالب حسین صاحب

(ابن مکرم حکیم غلام رسول صاحب، طاہر آباد شرقی ربوہ)

31 راکتوبر 2015 کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے پابند، خلافت سے اطاعت اور وفاداری کا تعلق رکھنے والے تھے۔ رشتہ داروں اور ہمسایوں سے حسن سلوک کرتے۔ غریب پرور اور مہمان نواز آدمی تھے۔ چندہ جات کی بروقت ادائیگی کیا کرتے تھے۔ اپنی مجلس میں بطور قائد خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ امام الصلوٰۃ بھی رہے۔

(4) مکرم ملک مبارک احمد صاحب

(ابن مکرم ملک محمد خان صاحب، آف کھوکھر غربی گجرات)

23 ردسمبر 2015 کو 96 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نہایت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ ہر طرح کی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

خطبہ نکاح
اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 رجولائی 2013 بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں تین نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ امۃ المومن بنت مکرم خالد احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں، یہاں رشین ڈسک کے انچارج ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم شہریار مداثر ابن مکرم عزیز احمد طاہر صاحب پاکستان کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہو رہا ہے۔ لڑکا حاضر نہیں ہے اس کے وکیل مکرم رشید احمد صاحب ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ میں نے بتایا خالد صاحب واقف زندگی ہیں اور عزیزہ بچی واقف زندگی کی بیٹی ہے۔ خاندان کے لحاظ سے بھی ان میں سے کافی خادمین سلسلہ پیدا ہوتے رہے اور یہ جماعت سے اچھا تعلق رکھنے والا خاندان ہے۔ اسی طرح لڑکا، دلہا ہے، ان کے خاندان کا بھی جماعت سے مضبوط تعلق ہے۔

پس نئے قائم ہونے والے رشتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت میں رہتے ہوئے جماعتی تعلق کی مضبوطی ہی اصل ہے جو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔ اس زمانہ میں جب دنیا دنیاداری کے پیچھے پڑی ہوئی ہے تو احمدیوں کو رشتہ قائم کرتے ہوئے، لڑکے کی تلاش ہے تب بھی اور لڑکی کی تلاش ہے تب بھی ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ دین کے ساتھ تعلق ہو۔ اور اگر اس لحاظ سے رشتے تلاش کئے جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالتا ہے۔ رشتے دیرپا بھی ہوتے ہیں۔ ہمیشہ قائم رہنے والے ہوتے ہیں۔ محبت اور پیار کا سلوک ان میں ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو بھی یہی پسند ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بات کو پسند فرمایا کہ جب تم رشتے طے کرو تو دینی پہلو کو مدنظر رکھا کرو۔ دنیاوی جاہ و حشمت ہے، دولت ہے، حسن ہے، خاندان ہے ان سب سے بڑھ کر دین ہے اسکو تمہیں سامنے رکھنا چاہئے۔

پس یہ رشتہ بھی اور جو باقی نکاح ہیں جن کا میں اعلان کروں گا، یہ سب رشتے جو قائم ہو رہے ہیں ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ دینی پہلو مدنظر رکھا گیا ہوگا اور رشتے قائم ہونے کے بعد لڑکی اور لڑکے کو بھی اور لڑکی اور لڑکے کے خاندانوں کو بھی اب اس پہلو کو ہی لے کر ان رشتوں کو آگے چلنا چاہئے۔ اگر یہ بات سامنے رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ رشتے بھی ہمیشہ قائم رہنے والے ہونگے۔ اور جو رشتے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے رکھے جائیں وہ پھر ہمیشہ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور ان میں برکت بھی پڑتی ہے۔ پس اللہ کرے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دوسرا نکاح عزیزہ ہما احمد چوہدری بنت مکرم ڈاکٹر نصیر احمد چوہدری صاحب کا ہے جو عزیزم نعمان احمد باجوہ ابن مکرم اعجاز احمد باجوہ صاحب کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ ڈاکٹر نصیر چوہدری صاحب ربوہ کے رہنے والے ہیں۔ وہیں پلے بڑھے ہیں۔ جماعت سے اس خاندان کا بڑا مضبوط تعلق ہے اور یہاں بھی جماعتی خدمات شاید بطور ریجنل امیر سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رشتے کو بھی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

فریقین میں ایجاب وقبول کرواتے ہوئے حضور انور نے لڑکے سے دریافت فرمایا: آپ کس خاندان کے ہیں؟ وہ باجوہ صاحب جو لاہور میں ہوتے تھے ان کے عزیز تو نہیں؟ وہ جو انکم ٹیکس کمشنر تھے؟

پھر مکرم ڈاکٹر زاہد خان صاحب کو مخاطب کر کے حضور انور نے فرمایا: آپکے سمدھیوں کے رشتہ داروں میں سے ہیں؟ ٹھیک ہے ان (دلہے) کو نہیں پتا سمدھیوں کو پتا ہے۔

پھر فرمایا: یہ جو باجوہ فیملی ہے۔ جس خاندان سے لڑکا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت سے مضبوط تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ آمنہ مناہل بنت مکرم رفیق احمد صاحب کا ہے جو عزیزم بلال احمد ابن مکرم ناصر احمد صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

فریقین میں ایجاب وقبول کرواتے ہوئے لڑکی کے والد مکرم رفیق احمد صاحب کو مخاطب کر کے حضور انور نے فرمایا: یہ جو فیصل آباد کی فیملی ہے ان سے کیا تعلق ہے؟ آپ لئیق صاحب شہید کے بڑے بھائی ہیں؟

انکے اثبات میں جواب عرض کرنے پر حضور انور نے فرمایا: اس خاندان کو بھی جماعت کی خاطر جان کی قربانیاں دینے کا اعزاز حاصل ہے۔

پھر لڑکے کو مخاطب کر کے حضور انور نے فرمایا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ لڑکے کے عرض کرنے پر کہ پاکستان سے، فرمایا اچھا ٹھیک ہے۔

تمام نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، شعبہ ریکارڈ دفتر پی۔ایس، لندن)

......☆......☆......☆......

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ

RAICHURI CONSTRUCTION

SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

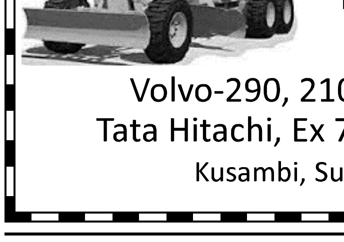

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

جماعتی رپورٹیں

جماعت احمدیہ دھنباد میں تربیتی کیمپ کا انعقاد

مورخہ 28 تا 30 نومبر 2015 جماعت احمدیہ دھنباد (جھارکھنڈ) میں احمدیہ مشن ہاؤس میں ایک تربیتی کیمپ منعقد کیا گیا۔ جس میں ضلع کی چار جماعتوں سے 50 خدام، اطفال و انصار نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا۔ تینوں دن باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی۔ کیمپ میں شامل ہونے والے خدام و اطفال کو اسلام احمدیت کی تعلیم و عقائد سے روشناس کرایا گیا۔ اطفال کے علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اختتامی اجلاس مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ دھنباد کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نور حسن صاحب نے کی۔ نظم مکرم عثمان خان صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے ''اسلام اور امن عالم'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر پر صدر اجلاس نے علمی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد یہ کیمپ اختتام پذیر ہوا۔

(خالد احمد، مبلغ انچارج دھنباد)

اصلاح اعمال کے موضوع پر سیمینار کا انعقاد

مورخہ 6 دسمبر 2015 کو جماعت احمدیہ بنگلور میں مکرم مصدق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلور کی زیر صدارت اصلاح اعمال کے موضوع پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم کمال الدین صاحب زعیم انصار اللہ بنگلور نے کی۔ اور اردو ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ نظم مکرم فیصل احمد سہگل صاحب نے پڑھی۔ تعارفی تقریر خاکسار نے کی۔ بعد ازاں مکرم بشارت احمد استاد صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد بنگلور اور مکرم برکات احمد سلیم صاحب نائب امیر بنگلور نے اصلاح اعمال کے موضوع پر حضور انور کے خطبات جمعہ کی روشنی میں تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

(میر عبد الحمید، مبلغ انچارج بنگلور)

جماعت احمدیہ شموگہ میں مورخہ 13 دسمبر 2015 کو اصلاح اعمال کے موضوع پر سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سید ملک صاحب نے کی اور ترجمہ بھی پیش کیا۔ مکرم صلاح الدین ایوب صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم سید بشیر الدین صاحب اور خاکسار نے حضور انور کے اصلاح اعمال کے تعلق خطبات جمعہ کی روشنی میں تقریر کی۔ آخر پر احباب جماعت کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

(عبد الواحد خان، مربی سلسلہ شموگہ)

جماعت احمدیہ صوبہ کیرالہ میں ایک روزہ صد سالہ جوبلی جلسہ کا انعقاد

جماعت احمدیہ کیرالہ کے قیام کے سو سال مکمل ہونے پر سیدنا حضور انور کی منظوری سے صد سالہ جوبلی منائی گئی۔ اس سلسلہ میں مورخہ 22 نومبر 2015 کو کنّور شہر میں ایک روزہ صوبائی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ صوبائی کانفرنس کیلئے اس مقام کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ کنّور سٹی صوبہ کیرالہ کی ابتدائی جماعت ہے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں تین فعّال جماعتیں قائم ہیں۔ صد سالہ جوبلی کے پروگراموں کی تشہیر کیلئے مالاپورم اور پینگاڑی کے بعض مخیر احباب کے تعاون سے ایک وین خریدی گئی جس پر ایک بڑا ٹی وی نصب کیا گیا اور اس کے ذریعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف ممالک کے دوروں اور پیس کانفرنسز کے کلپ شہر کے 65 اہم مقامات پر دکھائے گئے جسے لوگوں نے بہت پسند کیا۔ مورخہ 22 نومبر 2015 کو مسجد مبارک کنّور سٹی میں صبح ساڑھے 4 بجے مکرم مولانا ایم. ناصر احمد صاحب کی اقتداء میں باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی۔ بعد نماز فجر محترم موصوف نے درس دیا۔ ٹھیک صبح 9:45 پر مرکزی نمائندہ مکرم شعیب احمد صاحب ناظر بیت المال خرچ نے پرچم کشائی کی اور اجتماعی دعا کروائی۔ ٹھیک 10 بجے مکرم اے. ایم احمد کویا صاحب امیر ضلع کالیکٹ کی زیر صدارت افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم سی. ایچ. عبد الشکور صاحب نے کی۔ مرکزی نمائندہ مکرم شعیب احمد صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس کا ملیالم ترجمہ مکرم ایچ. سلیمان صاحب امیر جماعت احمدیہ پالگھاٹ نے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مکرم شعیب احمد صاحب نے افتتاحی خطاب کیا جس کے بعد مکرم ای. ایچ. نجیب صاحب نے ہستی باری تعالیٰ قرآن اور سائنس کی روشنی میں، مکرم محمد سلیم صاحب نے نماز کی اہمیت و برکات اور مکرم محمد اسمٰعیل صاحب ایڈیٹر اخبار بدر ملیالم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسول کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب کے بعد مکرم مولانا محمد عمر صاحب سابق نائب ناظر اعلیٰ نے اختتامی دعا کروائی۔ بعد نماز ظہر ٹھیک 2:30 بجے مکرم ٹی. کے امیر علی صاحب کی زیر صدارت ایک خصوصی نشست کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں گذشتہ 30 سالوں کے دوران ضلع کاسورکوڑ، کالیکٹ، ماہی، مالاپورم اور پالگھاٹ کے بیعت کنندگان میں سے 5 احباب نے اپنے قبول احمدیت کے واقعات بیان کئے۔ اختتامی نشست مکرم یو. منصور احمد صاحب امیر ضلع کنّور سٹی و صدر صد سالہ جوبلی کمیٹی کیرالہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم محمد اُنّی مسلیار صاحب نے کی۔ نظم مکرم بشیر احمد صاحب کرونا گاپلّی نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم شعیب احمد صاحب، مکرم ایم محمد سلیم صاحب، مکرم ایم ناصر احمد صاحب اور مکرم سلطان نصیر صاحب نے تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ آخری نشست کا پروگرام سٹی چینل اور کنّور ویژن چینل پر لائیو نشر ہوا۔ اس موقع پر جلسہ گاہ کے قریب ہی ایک بک اسٹال بھی لگایا گیا تھا۔ شاملین جلسہ کی کل حاضری 5000 رہی الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(کے عبد السلام، مبلغ انچارج ضلع کنّور)

جماعت احمدیہ حیدر آباد کی تربیتی مساعی

حلقہ افضل گنج حیدر آباد میں مورخہ 29 نومبر 2015 کو بعد نماز فجر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد کے دفتر میں اصلاح اعمال کے موضوع پر ایک اجلاس منعقد کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اصلاح اعمال سے متعلق خطبات سنائے گئے۔ اس موقع پر حاضرین نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اسی دن صبح دس بجے حلقہ بشارت نگر میں بھی تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اصلاح اعمال سے متعلق خطبات کی روشنی میں گفتگو ہوئی۔ اجلاس کے بعد حلقہ کا دورہ کر کے تعلیمی و تربیتی امور کا جائزہ لیا گیا۔ بعد نماز عصر مسجد سکندر آباد میں تحریک جدید کی اہمیت کے موضوع پر اجلاس ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم شہاب الدین صاحب انسپکٹر تحریک جدید نے تحریک جدید کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں خاکسار نے تحریک جدید کے پس منظر کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ مورخہ 5 نومبر 2015 کو بعد نماز فجر حلقہ بی بی بازار میں نماز کی اہمیت کے موضوع پر ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد خاکسار نے نماز کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(محمد کلیم خان، مبلغ انچارج حیدر آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ○ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ○

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر و بیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

''خدا کی قسم''

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہشمند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل مفت کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com
Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186
Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab
For On-line Visit : www.alislam.org/urdu/library/57.html

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 16

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں چاہے وہ جلسے ہوں اجتماع ہوں۔ جب روحانیت کی ترقی کے لئے جمع ہوتے ہیں تو پھر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی مجالس کو صرف عارضی طور پر روحانی مجلس نہ بنائیں بلکہ ایسی بنائیں کہ روحانی اثرات مستقل قائم رہیں اور پھر فرشتے بھی ہماری مدد کرنے والے بن جائیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں کرتے دیکھتے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ جیسے ایک ہنڈیا جوش سے ابل رہی ہے۔ پس اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف توجہ کرو اور تقویٰ وطہارت پیدا کرو۔

پس یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک کاموں میں لگے ہوئے ہیں یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک ارادے رکھتے ہیں کتنا ہی نیک کام انسان کر رہا ہو اس میں سے بدی پیدا ہو سکتی ہے اور کتنا ہی نیک ارادہ انسان رکھتا ہو وہ اس کے ایمان کو بگاڑ سکتا ہے کیونکہ ایمان ہمارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم کے نتیجہ میں آتا ہے یہ بنیادی چیز ہے جو یاد رکھنی چاہئے۔ ہمارے اعمال جتنے بھی ہوں اگر اللہ تعالیٰ کا رحم نہیں ہے اگر اس کا فضل نہیں تو پھر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ پس تم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے رحم پر نگاہ رکھو اور تمہاری نظر ہمیشہ اس کے ہاتھوں کی طرف اٹھے کیونکہ وہ سوالی جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دروازے سے اٹھنے کے بعد میرے لئے کوئی اور دروازہ نہیں کھل سکتا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر لیتا ہے۔ پس تمہاری نگاہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہی طرف اٹھنی چاہئے۔ پس مستقل توبہ اور استغفار اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانگنا اس کے رحم کو مانگنا اور اس کو جذب کرنے کی کوشش کرنا یہی چیزیں ہیں جو انجام بخیر کی طرف لے کر جاتی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ ایک معاند احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے جس نے یہ بڑ ماری تھی آپ کے سامنے کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم احمدیت کو کچل دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں بھی اسے ایسا جواب دے سکتا تھا کہ تم کچل کے تو دیکھو لیکن میں نے اسے کہا کہ مٹانا کسی کو یا نہ مٹانا یا قائم رکھنا یہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر تو وہ ہمیں مٹانا چاہے یعنی اللہ تعالیٰ تو آپ لوگوں کو کسی کوشش کی ضرورت ہی نہیں ہے خود ہی مٹا دے گا لیکن اگر وہ ہمیں قائم رکھنا چاہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور تقویٰ ہی ہے جو انسان کو ایسے دعووں سے بچاتا ہے کہ میں یہ کر دوں گا اور وہ کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ کہ ہم نے فرض کر لیا ہے کہ ہم اور ہمارے رسول غالب ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ہمیں اتنا یقین ہے کہ جتنا اپنی جان پر بھی نہیں ہے۔ پس احمدیت نے تو غالب آنا ہے چاہے ہماری زندگیوں میں آئے یا بعد میں آئے لیکن ہمیں اس غلبہ کا حصہ بننے کے لئے تقویٰ پر قائم رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا: چند سال ہوئے میں نے بھی کہا تھا کہ جماعت کو روزے رکھنے چاہئیں اور جماعت میں ابھی تک بعض ایسے ہیں جو اس پر قائم ہیں۔ فرمایا: کم از کم اب ہمیں چالیس روزے ہفتہ وار ہی رکھیں یعنی چالیس ہفتوں تک روزے رکھیں خاص طور پر۔ اور دعائیں کریں اور نفل ادا کریں صدقات دیں کیونکہ جو حالات ہیں جماعت کے، بعض جگہ ان میں بہت زیادہ سختی اور شدت آتی جا رہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور چلائیں گے تو جس طرح بچے کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے آسمان سے ہمارے رب کی نصرت انشاء اللہ تعالیٰ نازل ہوگی اور وہ روکیں اور مشکلیں جو ہمارے راستے میں ہیں وہ دور ہو جائیں گی۔ پہلے بھی دور ہوتی رہیں اور اب بھی انشاء اللہ دور ہوں گی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض مشکلات ایسی ہیں جن کا دور کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ہم دشمن کی زبان کو بند نہیں کر سکتے اور اس کے قلم کو نہیں روک سکتے ان کی زبان اور قلم سے وہ کچھ نکلتا ہے جسے سننے اور پڑھنے کی ہمیں تاب نہیں ہوتی۔

حضور انور نے فرمایا: پاکستان میں تو احمدیوں کے خلاف قانون بھی ہے اور قانون مخالفین کی مدد کرتا ہے مخالفین جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ جو منہ میں آتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بکواس اور دریدہ دہنی کرتے ہیں۔ احمدیوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کورٹس جو ہیں وہ بھی اب ذرا سی بات پر سزائیں دینے پر تلی ہوئی ہے۔ پس اس کے لئے تو ہمیں بہت زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور چلانے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو اس طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ نوافل ادا کریں صدقات دیں روزے رکھیں۔ دعاؤں کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے بغیر ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان احمدیوں کو جہاں یہ ظلم ہو رہے ہیں جن جن ملکوں میں ہو رہے ہیں یا جن جگہوں پر ہو رہے ہیں ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلانے والی ہوں اور عام طور پر تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی جماعت کی ترقی اور مظالم سے بچنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

اسیران راہ مولیٰ

اے اسیرِ راہِ مولیٰ تیری عظمت کو سلام
تیرے اخلاص ووفا اور تیری جرأت کو سلام
کررہاہے تُو رقم تاریخ اپنے ہاتھ سے
آج تیرے حوصلے اور استقامت کو سلام

(خواجہ عبدالمومن)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses

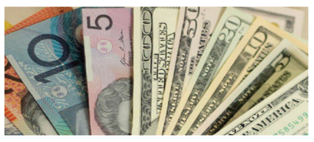

Contact : 9815665277
Proprietor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka
طالب دعا: محمد مصطفیٰ مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

سٹڈی ابراڈ

All Services free of Cost

Prosper Overseas
is the India's Leading
Overseas Education Company.

About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years

Achievements
• NAFSA Member Association . USA.

• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh.
Phone : +91 40 49108888.

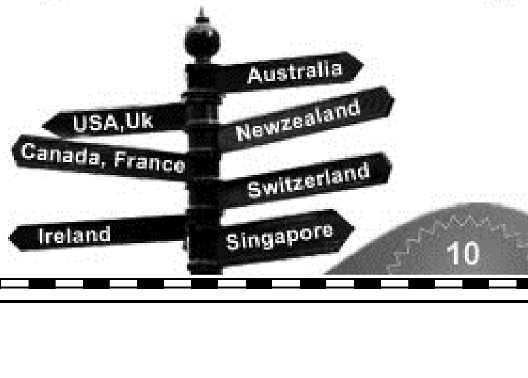

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 65 Thursday 18 February 2016 Issue No. 7

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔نوافل ادا کریں صدقات دیں روزے رکھیں
دعاؤں کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے بغیر ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12۔فروری 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مختلف خطبات میں خطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ بعض سبق آموز باتیں اور کہانیاں بیان فرماتے ہیں۔مختلف اوقات میں میں یہ بیان کرتا رہا ہوں آج بھی یہی بیان کروں گا۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنی طرف سے کھڑا کرتا ہے یا انبیاء بھیجتا ہے تو ان کی تائید و نصرت بھی فرماتا ہے اور اگر صداقت ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی کثیر آبادی کو ان کے غلط کاموں کی وجہ سے سزا دینا چاہے تو پرواہ نہیں کرتا اور سزا دیتا ہے۔اس سلسلے میں ایک کہانی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمائی اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بچپن میں ہمیں کہانیاں سننے کا بہت شوق تھا ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہتے تو آپ ہمیں ایسی کہانیاں سناتے جنہیں سن کر عبرت حاصل ہوتی۔ایک دفعہ آپ نے ہمیں کہانی سنائی کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان اس وجہ سے آیا کہ لوگ اس وقت بہت گندے ہو گئے تھے اور گناہ کرنے لگ گئے تھے۔وہ جوں جوں اپنے گناہوں میں بڑھتے جاتے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی قیمت گرتی جاتی۔آخر ایک پہاڑی کی چوٹی پر کوئی درخت تھا اور وہاں گھونسلے میں چڑیا کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔اس بچے کی ماں کہیں گئی اور پھر واپس نہ آ سکی۔شاید مر گئی یا اور وجہ ہوئی کہ نہ آئی۔اس چڑیا کے بچے کو پیاس لگی اور وہ پیاس سے تڑپنے لگا اور اپنی چونچ کھولنے لگا۔تب خدا تعالیٰ نے یہ دیکھ کر اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور زمین میں پانی برساؤ اور اتنا برساؤ کہ پانی اس پہاڑی کی چوٹی پر جو درخت ہے اس کے گھونسلے تک پہنچ جائے تا کہ چڑیا کا بچہ پانی پی سکے۔فرشتوں نے کہا خدایا وہاں تک پانی پہنچانے میں تو ساری دنیا غرق ہو جائے گی۔خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ کوئی پرواہ نہیں۔اس وقت دنیا کے لوگوں کی میرے نزدیک اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی اس چڑیا کے بچے کی حیثیت ہے۔

پس گو یہ کہانی ہے لیکن اس کہانی میں یہ سبق ہے کہ صداقت اور راستی سے خالی دنیا ساری کی ساری مل کر بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک چڑیا کے بچے جتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔پس آج اس کہانی سے جہاں ہم یہ سبق لیتے ہیں کہ صداقت پر کھڑا ہونا چاہئے، اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے مانا کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔اپنے اندر کی برائیاں دور کریں گے اور نیکیوں کو قائم کریں گے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ہماری حالت میں اگر ترقی کے بجائے انحطاط ہو رہا ہے ہماری حالت نیچے گر رہی ہے تو ہم اپنے مقصد سے دور ہٹ رہے ہیں۔تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی ہماری کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔

حضور انور نے دُنیا کی انتہائی خراب حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ زلزلے، یہ طوفان، یہ فسادات، بے انتہا بارشیں جنہوں نے تباہی پھیلائی ہوئی ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ گناہوں کی انتہا ہو رہی ہے اور یہ تو ابھی وارننگ ہے جو اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔تنبیہ کر رہا ہے اللہ تعالیٰ۔پس اس لحاظ سے بھی احمدیوں کا بہت بڑا کام ہے کہ دنیا کو ہوشیار کریں اور بتائیں کہ اگر اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بہت زیادہ تباہ کن آفات لاسکتا ہے۔اللہ کرے کہ دنیا کو عقل آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دنیا میں اپنے حق لینے کیلئے باتیں ہوتی ہیں چاہے اس سے دوسرے کو کتنا ہی نقصان پہنچے۔اسلام کا حکم یہی ہے کہ ہر شخص بجائے اپنا حق لینے کے اور اس پر اصرار کرنے کے دوسرے کے حق کو دینے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔اس ضمن میں حضور پُرنور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا۔جاپان کے حالیہ دورے میں ایک عیسائی پادری جو بڑے شریف النفس انسان ہیں مجھ سے انہوں نے سوال کیا کہ امن کی کیا تعریف ہے کس طرح قائم کیا جائے۔کہنے لگے کہ مجھے ابھی تک تسلی بخش جواب کہیں سے نہیں ملا کہ کیا تعریف ہے امن کی۔تو میں نے انہیں یہ بتایا کہ اسلام کہتا ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہ دوسرے کے لئے پسند کرو۔جب ایسا کرو گے تو ایک دوسرے کے حق قائم کر رہے ہو گے اور جب حق قائم کرو گے تو امن ہو گا ایک دوسرے کے لئے پھر تم لوگ سلامتی بھی بھیج رہے ہو گے۔کہنے لگا یہ تعریف میرے دل کو بڑی لگی ہے یہ پہلی دفعہ سنی ہے۔

فرمایا: پس آج اسلام ہی ہر معاملے کے حقیقی راستے دکھا سکتا ہے لیکن اس کے عملی نمونے دکھائے بغیر ہم دنیا کو قائل نہیں کر سکتے۔ناجائز حق لینے کا تو سوال ہی نہیں اگر ہم جائز حق بھی چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں تو امن قائم ہوگا۔حضور انور نے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا ایک ایمان افروز واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ دونوں میں تکرار ہوگئی۔مگر باوجود امام حسینؓ کی زیادتی کے امام حسنؓ نے اُن سے پہلے معافی مانگی اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوگا۔تو میرے دل میں یہ سن کر یہ خیال پیدا ہوا کہ کل میں نے حسین سے برا بھلا سنا اور انہوں نے مجھ پر سختی کی۔اب اگر حسین معافی مانگنے کے لئے میرے پاس پہلے پہنچ گئے اور انہوں نے صلح کر لی تو میں تو دونوں جہان سے گیا کہ یہاں بھی مجھ پر سختی ہوگئی اور اگلے جہان میں بھی میں پیچھے رہا چنانچہ میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ مجھ پر جو سختی ہوگئی وہ تو ہوگئی اب میں اس سے پہلے معافی مانگ لوں گا تا کہ اس کے بدلے میں مجھے جنت تو پانچ سو سال پہلے مل جائے۔پس یہ وہ سوچ ہے جسے ہمیں اپنے پر لاگو کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ مثال اسلئے دیا کرتے تھے کہ دنیا کے جھگڑے بیہودہ ہوتے ہیں۔میرا کیا اور تیرا کیا غلام کا تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔وہ تو جب اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اس کا کچھ بھی نہیں۔

فرمایا: ہم جو نبوت کے زمانے سے دور جا رہے ہیں اور آئندہ مزید دور جاتے رہیں گے ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ ہمیں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ہمیں پہلے سے زیادہ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس طرح عبداللہ بننے کا حق ادا کرنا ہے اور اپنی ضد اور انانیت چھوڑنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ سال بھی انتخابات کا سال ہے۔جماعتی لحاظ سے بھی اس سال میں انتخاب ہونے ہیں۔اس لحاظ سے بھی اپنی سوچوں کو ہر ایک کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں۔اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کر لیں۔مکمل طور پر اپنی ذاتیات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کریں۔ذیلی تنظیموں میں بھی ایسے سوالات اٹھتے رہتے ہیں کہ کیوں فلاں کو بنایا گیا ہے فلاں کو کیوں نہیں بنایا گیا۔وہ تو ایسی ہے وہ ویسی ہے۔تو اس قسم کی بیہودگیوں سے بچنا چاہئے ہمیں اور جو بھی بنا دیا جائے اس عرصے کے لئے بہرحال جب تک وہ بنایا گیا اس سے مکمل تعاون کرنا چاہئے۔

حضور انور نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے فرمایا کہ مؤمن کو چاہئے کہ مصمم ارادے کے ساتھ کوشش کرے اور اسے انجام تک پہنچائے اور بجائے دوسروں پر انحصار کرنے کے چاہے وہ افسر ہوں یا عہدیدار ہوں وہ صرف اپنے ماتحتوں پر انحصار نہ کیا کریں بلکہ خود بھی براہ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں اور involve ہونے کی کوشش کریں۔تبھی کام صحیح رنگ میں انجام تک پہنچ سکتا ہے۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اگر ہماری جماعت نے چاہنا ہی نہیں تو کچھ نہیں ہوسکتا لیکن اگر وہ چاہیں تو بڑے بڑے مشکل کام بھی دنوں میں کر سکتے ہیں۔پس یہ ہم میں سے ہر ایک کی سوچ ہونی چاہئے کہ ہم نے صرف چاہنے تک نہیں رہنا بلکہ چاہنا ہے اور چاہنے کے ساتھ ہی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس کام کو کرنا ہے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہے۔خاص طور پر اس بات کو میں دیکھتا ہوں جب نمازوں کا سوال آتا ہے کئی لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں ہم چاہتے ہیں کہ نمازوں میں باقاعدہ ہو جائیں لیکن باقاعدہ نہیں۔باقی کاموں کا جب چاہتے ہیں تو وہ کر لیتے ہیں لیکن نماز کو چاہتے ہیں کیونکہ بے دلی سے چاہتے ہیں تمام تر اپنی صلاحیتیں اس پر استعمال نہیں کرتے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اس لئے نمازوں کی عادت بھی نہیں پڑتی۔ایسے لوگوں کا چاہنا جو ہے وہ اصل میں نہ چاہنا ہوتا ہے۔یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اگر انسان چاہے بھی اور کام نہ ہو سکے۔نماز ان کے لئے حقیقت میں ایک ضمنی چیز ہوتی ہے۔دنیاوی کام پہلی ترجیح ہوتی ہے جو ایک غلط طریقہ ہے اس لئے اس پر عمل نہیں ہوتا۔یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ انسان چاہے بھی ایک پکا ارادہ بھی ہو اس کے لئے کرنے کا مصمم ارادہ بھی ہو اور وہ کام نہ ہو۔پس یہ اپنی سستیاں ہوتی ہیں اور بے رغبتی ہوتی ہے جس کو بلاوجہ چاہنے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ہم نے خود سنا ہے کہ جب کوئی بادشاہ یا امیر کسی جگہ جاتا ہے تو اس کا اردلی بھی ساتھ جاتا ہے۔اسے اندر جانے کی اجازت طلب کرنی نہیں پڑتی۔آجکل بھی دیکھ لیں منسٹر آتے ہیں دوسرے آتے ہیں ان کے جو پروٹوکول افسر ہیں یا ان کے حفاظت کرنے والے ہیں سارے ساتھ جاتے ہیں اجازت نہیں انکی لی جاتی کہ وہ بھی ساتھ آئیں گے۔فرمایا کہ تمہاری حالت کتنی بھی ادنیٰ ہو اگر تم فرشتوں سے تعلقات پیدا کر لو تو وہ جہاں بھی جائیں گے تم ان کے ساتھ جاؤ گے۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا تو اس کے فرشتوں کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا تم ان کے اردلیوں اور چپڑاسیوں میں شامل ہو جاؤ گے۔اگر وہ لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں جائیں گے تو تم بھی ان کے ساتھ جاؤ گے۔پس فرماتے ہیں کہ تم اس عظیم الشان طاقت کو سمجھو جسے خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بنایا ہے۔تمہاری قوت روحانیت کے ساتھ وابستہ ہے تم اسے مضبوط بنانے کے لئے فرشتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعلقات پیدا کرو تا تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے۔اگر تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے تو سارے پردے دور ہو جائیں گے اور جہاں خدا تعالیٰ کا نور پہنچے گا تم بھی وہاں پہنچ جاؤ گے۔

حضور انور نے فرمایا: پس اس بنیادی اصول کو

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad